ردالمحتار کے مقدمہ میں مذکور احادیث کی اسنادی حیثیت

اصول حدیث کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

The Authenticity of Hadiths Mentioned in the Preface of Radd-Ul-Muhtar: An Analytical study in the light of Hadith Principles

Muhammad Rehan khan
MPhil Scholar, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad
Email: rehan59111@gmail.com
Lutafullah
MPhil Scholar, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad
Email: Lutafullahkhattak918@gmail.com
Usama Hayat
MPhil Scholar, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad
Email: usamahayat2000@gmail.com

Abstract
This article conducts a comprehensive isnadi review of the hadiths cited in the preface of Raddul Muhtar by Ibne Abideen Shami. Raddul Muhtar is a seminal work in Hanafi jurisprudence, and its preface introduces hadiths that underpin its legal arguments and doctrinal positions. This study meticulously examines the chains of transmission (isnad) of these hadiths to assess their authenticity and scholarly acceptance. By scrutinizing the reliability of the narrators and the coherence of the hadiths' transmission, the article aims to provide a critical evaluation of the hadiths' role in shaping the legal and theological framework presented by Ibne Abideen Shami. The findings offer insights into the hadith’s influence on Hanafi jurisprudence and contribute to a deeper understanding of the methodological rigor employed in classical Islamic scholarship.
Keywords: Chains of Narration, Hadiths, Rad-Ul-Muhtaar, Hadiths in Rad-Ul-Muhtaar

تعارف:

فقہ حنفی میں مسائل کی تبیین وتدوین کے لئے امام محمد کی کتاب الاصل پہلی کتاب تصور کی جاتی ہے۔اس کے بعد کوئی دور ایسا خالی نہیں رہا، جس میں فقہ حنفی کی تدوین و تبیین پر کتب نہ لکھی گئی ہوں۔پانچویں صدی ہجری سے قبل اور بعد کا دور اس سلسلہ کا سنہری دور کہلاتا ہے، جب ایسی شخصیات پیدا ہوئیں، جنہوں نے فقہ حنفی کے متون لکھے۔یہ متون آج تک دینی مدارس میں درساو سبقا پڑھائے جاتے ہیں۔پھر اس کے بعد ایک دور ایسا آیا، جس میں درس سے بڑھ کر تحقیق کے درجے تک کتب لکھی جانے لگی،ان کتب میں ایک بنیادی اور اہم کتاب رد المحتار ہے،جو کہ دینی مدارس میں شامی اور اہل علم کے مابین حاشیہ ابن عابدین کے نام سے معروف مشہور ہے۔اس کتاب میں ابن عابدین شامی نے مسائل کے ساتھ مختلف مقامات پر احادیث بھی ذکر کی ہیں،اور ان کو یاتو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیاہے،یاپھر حدیث کہہ کر وہ الفاظ ذکر کردئے ہیں۔پھر ان عابدین نے ان احادیث وروایات کی اسناد بھی ذکر نہیں کیں، جس کی وجہ سے ضرورت اس بات کی محسوس کی گئی کہ رد المحتار میں مذکورہ احادیث کا اسنادی جائزہ لیاجائے۔چونکہ پوری رد المحتار کا احاطہ کرنا اس وقت مشکل تھا،اس لئے رد المحتار کے مقدمہ کو خاص کیا گیا۔ردالمحتار کے مقدمہ میں کل 20 روایات مذکورہ ہیں، جن میں سے بعض روایات صحیحین کی بھی ہیں۔اس ریسرچ آرٹیکل میں تمام کی تمام روایات چاہے وہ صحیحین کی ہوں،یا صحیحین کے علاوہ دیگر کتب میں مذکورہ ہوں،ان کی تخریج کے ساتھ ان کی اسانید کے الگ الگ راوی کے حالات، جرح وتعدیل کرکے دراسہ کیا گیاہے۔

احادیث کی تخریج کے لئے ان بنیادی کتب کا تذکرہ کیاگیاہے، جن میں وہ روایات موجود ہیں۔پھر روایت کی سند میں موجود روات کی تعداد کا ذکر کیاگیاہے،اور ان روات پر الگ الگ بحث کی گئی ہے۔روات کی جرح وتعدیل کے لئے حافظ ابن حجر کی تقریب التھذیب کو بنیاد بنایا گیا ہے،اگرچہ بعض مقامات میں دیگر کتب جیسے میزان الاعتدال، تاریخ اسلام للذھبی، تاریخ دمشق ابن عساکر وغیرہ سے بھی استفادہ کیاگیاہے۔پھر روات کے تذکرہ کے بعد جرح وتعدیل کی مطابقت کے ساتھ حدیث کی تحکیم کی گئی ہے۔

ابن عابدین کے حالات زندگی:

ردالمحتار المعروف بحاشیۃ ابن عابدین الشامی محمد امین بن عمر عبد العزیز کی کتاب ہے، جو کہ ابن عابدین شامی کے نام سے معروف ومشہور ہیں۔آپ کی ولادت 1198ھ دمشق شام میں ہوئی۔آپ کی دینی تربیت آپ کے والد گرامی نے کی۔ابن عابدین نے صغر سنی میں ہی قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔آپ کے والد تاجر تھے،اس لئے آپ کے والد نے آپ کو اپنے ساتھ اپنی دکان پر بٹھایا، تاکہ تجارتی سرگرمیوں میں آپ اپنے والد کا ہاتھ بٹا سکیں۔

ابتدائی تعلیم:

اس کے بعد ایک دن آپ دکان میں بیٹھے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، تو اس وقت کے مشہور قاری شیخ سعید کا وہاں سے گزر ہوا، اور انہوں نے ابن عابدین کو چند آیتیں پڑھتے ہوئے سنا، اس پر شیخ نے انہیں قرآن مجید تجوید کے ساتھ پڑھنے اور یاد کرنے کی تلقین کی۔ ان کی اسی بات لبیک کہتے ہوئے، ابن عابدین نے ان سے قرآن مجید کا علم تجوید حاصل کیا، اور خوب مشق کی۔ ان کے پاس انہوں نے میدانیہ، مقدمہ جزریہ، اور شاطبیہ کا حفظ کیا۔(1) پھر اس کے بعد آپ نے شیخ سعید سے ہی نحو، صرف اور فقہ شافعی کا علم حاصل کرتے ہوئے "متن الزبد" کو حفظ کیا۔ اس کے بعد آپ نے شیخ شاکر العقاد کے ساتھ التزام کیا، اور یوں آپ کی تعلیم کا ابتدائی مرحلہ پایہ تکمیل تک پہنچا۔

علوم آلیہ کی تعلیم:

ابتدائی مرحلہ کے بعد آپ سات سال تک شیخ عقاد کے ساتھ ہی رہے، اور شیخ عقاد سے علوم عقلیہ سیکھتے رہے۔ شیخ عقاد کی وجہ سے انہوں نے فقہ حنفی کو پڑھا، اور یوں فقہ حنفی کی جانب مبذول ہوگئے۔ شیخ عقاد سے ہی آپ نے علم میراث، علم الحساب، اصول، حدیث، اور تفسیر کا علم حاصل کیا۔ فقہی کتب میں آپ نے شیخ عقاد سے ملتقی، کنز، بحر، وقایہ، ھدایہ، درایہ اور اس کے علاوہ دیگر کتب پڑھیں اور انہیں سے آپ نے طریقتِ قادریہ اور تصوف میں اجازت بھی لی۔ شیخ عقاد آپ کی علمی لگن اور شوق کو دیکھتے ہوئے آپ کو عزت دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ تو شیخ عقاد نے آپ سے کہا کہ آپ مجھے میری اولاد سے زیادہ معزز ہو، اور شیخ نے آپ کے لئے چند اشعار بھی کہے۔(2) اس کے بعد شیخ عقاد نے اپنے شیوخ سے بھی ابن عابدین کو اجازت علوم وحدیث دلوائی۔ شیخ عقاد نے ابن عابدین سے اپنی بیٹی کے رشتے کی بھی بات کی، مگر ابن عابدین نے یہ کہتے ہوئے معذرت کرلی کہ اگر کبھی میں شیخ کی بیٹی پر غصہ کر جاؤں، تو شیخ کی ناراضگی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ شیخ عقاد نے آپ کو مسائل کے لکھنے، رسائل کے جمع وتدوین کی طرف بھی توجہ دلائی تاکہ آپ کو فنِ تالیف میں مہارت حاصل ہوجائے۔ اس پر ابن عابدین نے شیخ سعید اسطوانی کی شرح پر حاشیہ لکھا، اور عروض میں کافی اور قوافی کی بھی شرح لکھی، اس وقت آپ کی عمر تقریبا سترہ سال تھی۔(3)

الدر المختار کی تعلیم اور ردالمختار کی تصیف:

پھر آپ نے الدر المختار شیخ عقاد پر پڑھنا شروع کی، لیکن شیخ عقاد کے ساتھ شیخ سعید حلبی بھی تھے۔ آپ الدر المختار کی قرات مکمل نہ کرپائے تھے کہ شیخ عقاد کا 1222ھ میں انتقال ہوگیا تھا۔ شیخ عقاد کی وفات کے بعد شیخ

سعید حلبی نے شیخ عقاد کا حلقہ سنبھالا، اور طلباء نے الدر المختار کی قرات کو جاری رکھا۔ شیخ سعید حلبی کی بقیدِ حیات کے دوران ہی آپ نے رد المحتار، حاشیہ ابن عابدین کی تصنیف شروع کر دی تھی۔ جب شیخ سعید کی وفات ہوئی، تو آپ کو بہت غم ہوا، اور آپ نے شیخ سعید کی مدح میں چند اشعار بھی لکھے۔ شیخ سعید کی اجازت کے ساتھ ساتھ آپ کو شیخ ابراہیم، شیخ عبد القادر حفید، شیخ عبد الغنی نابلسی، صالح زجاج، ھبۃ اللہ بعلی، صالح امیر مصری، صالح فلانی مدنی وغیرہ سے تصنیف و تالیف کی اجازت بھی ملی۔

آپ مفتی حسین مرادی کے دور میں ہی فتویٰ کے منصب پر فائز ہوگئے، اور 1235ھ میں حج کی سعادت حاصل کی۔ جب آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر گئے، تو آپ پر رقت طاری تھی، اسی کیفیت کو آپ نے ایک پورے قصیدے میں بیان کیا ہے، جس کے چند اشعار یہ ہیں:

لبیک یا قمریة الاغصان فلقد صدعت القلب بالالحان

لبیک یا من بالبکا اشبھتنی لکن بلا فقد من الخلان

نوحی فنوحی فی بحار مدامعی تعلو سفینته لدی الطوفان

وترنمی واحبی فواد معذب بتذکر الاحباب فی نیران

تصانیف:

آپ نے فقہ اصول، اور علوم آلیہ میں بے شمار کتب لکھی ہیں، جن میں سے مشہور کتب درج ذیل ہیں۔

ردالمحتار و حاشیہ ابن عابدین:

آپ کی یہ کتاب سب سے زیادہ معروف اور مشہور ہے، اور اسی کتاب کی وجہ سے آپ کو چہار دانگِ عالم میں شہرت حاصل ہے۔ اس کتاب کو آپ نے باب الاجارہ سے شروع کرکے کتاب الفرائض تک مکمل کر دیا تھا، پھر شروع کے ابواب لکھنا شروع کئے، مگر آپ اس کو مکمل نہ کر پائے تھے کہ آپ کی وفات ہوگئی تھی، کتاب کا بقیہ حصہ آپ کے بیٹے نے مکمل کیا۔ اس کتاب کی تالیف کا ایک سبب یہ بنا جو آپ خود تحریر فرماتے ہیں کہ یہ کتاب میں اس نے اس وقت تحریر کی، جس وقت فقہائے متاخرین میں سے اکثریت باہم ایک دوسرے کی کتب نقل کر رہے تھے۔ پھر دیکھنے میں یہ آیا کہ اکثر ان کے نقل کرنے میں سہو و غلطیاں واقع ہو رہی تھیں، اس لئے میں نے ہمت اور حوصلہ باندھا، اور فقہی اقوال کو اصول و قواعد کی روشنی میں دیکھنا شروع کر دیا، پھر انہی اقوال کو متقدمین فقہاء کی کتب کی طرف مراجعت کرکے اس کے ساتھ موازنہ بھی کیا۔ یوں جہاں کہیں بھی متقدمین کے نقل کرنے میں خطا واقع ہوئی، اس کا ازالہ کیا، اور درست راہ اختیار کی۔ ([4])

دوسرا سبب یہ تھا الدر المختار کی تدریس کے دوران شیخ سعید حلبی اپنے شاگردوں کے ساتھ بہت سی پیچیدہ اور مشکل ابحاث کیا کرتے تھے، جن کا جواب ابن عابدین بہت جلد اور احسن انداز سے دیا کرتے تھے۔ شیخ حلبی آپ کی اس حاضر دماغی سے متاثر ہوئے، اور آپ کو الدر المختار کا حاشیہ لکھنے کا مشورہ دیا۔ اسی وجہ سے دورانِ تالیف شیخ سعید آپ کو بلایا کرتے تھے، اور وقتاً فوقتاً آپ کے کام پر نظر ثانی کرتے رہتے تھے۔(5)

حاشیہ منحة الخالق على البحر الرائق:

آپ نے یہ حاشیہ فقہ حنفی کی معروف کتاب البحر الرائق پر لکھا ہے، اور یہ حاشیہ بھی اہل علم کے مابین متداول ومعروف ہے۔ یہ حاشیہ سات جلدوں میں المطبعۃ العلمیۃ مصر سے 1311ھ میں شائع ہو چکا ہے۔

العقود الدرية فى تنقيح الفتاوىٰ الحامدية:

آپ کی یہ کتاب فتاویٰ حامد بن علی عمادی متوفی 1171ھ کی تنقیح ہے۔ اس کتاب میں سوال جواب پر ابن عابدین نے اختصار کیا ہے، اور مکرر اور مشہور چیزوں کو حذف کر دیا ہے، ادلہ کا خلاصہ بیان کیا ہے، اور بعض کتب ورسائل کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ کتاب بھی مصر سے 1310ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

اس کے علاوہ بھی آپ نے بے شمار کتب لکھیں جن کی ایک طویل فہرست ہے، طوالت کے اندیشے کی خاطر انہیں یہاں ذکر نہیں کیا گیا۔

ردالمختار کا منہج:

ردالمختار کی ترتیب عام فقہی کتب کی طرح ہی ہے، جو کہ کتاب سے الطھارۃ سے شروع ہوتی ہے، اور کتاب الفرائض پر ختم ہوتی ہے۔ یہاں ابن عابدین شامی کا منہج اور اسلوب دونوں کا تذکرہ کیا جائے گا۔ جہاں تک منہج کا تعلق ہے، تو مقدمہ کے اندر ابن عابدین نے اپنے منہج کا خود ذکر کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے مسائل اور ضوابط کو ان کے مراجع اصلیہ سے نقل کرنے کا التزام کیا ہے۔ ان مسائل کے بیان کرنے کے بعد ہر باب کے اندر مختلف فروعات قائم کی ہیں، تاکہ مسائل کا نچوڑ اور مغز بیان کیا جاسکے۔ اسی کے ساتھ نئے مسائل وحوادث کو بھی زیرِ بحث لاکر ان کی اصولی تطبیق کی ہے۔ مشکل عبارتوں کی گرہ کشائی کی ہے۔ آپ نے کوشش کی ہے کہ متقدمین میں اختلاف کو دلائل کے ساتھ بیان کریں، اور ان کا تجزیہ کریں۔ اس تجزیہ کے بعد آپ کسی ایک قول یا بات کو راجح قرار دیتے ہیں، اور کسی کو مرجوح قرار دیتے ہیں۔ پھر جو مفتٰی بہ قول ہوتا ہے، اس کا بھی ذکر کرتے ہیں، اور جو غیر مفتٰی بہ اقوال ہوتے ہیں، ان کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ مسائل کے ساتھ ساتھ آپ نے اصولی مسائل جیسے تقلید وغیرہ پر بھی بحث کی ہے۔ فقہ حنفی

کے بڑے بڑے ستون جیسے ابن ھمام، قاسم بن قطلوبغا ابن امیر حاج ابن نجیم وغیرہ کے مراجع کو بنیاد بنا کر ترجیحات سے کام لیا ہے۔([6])

جہاں تک آپ کے منہج کے ساتھ اسلوب کا تعلق ہے، تو اس میں آپ نے درج ذیل چیزوں کا اہتمام کیا ہے:

آپ نے اس کتاب میں مراجع اصلیہ کی طرف رجوع کرنے کا اہتمام کیا ہے، اور اس کے ساتھ متقدمین ومتاخرین کی کتب سے بھی مبحوث فیہ مسئلہ میں نقل کرنے اور بطور تائید کے اہتمام کیا ہے۔

آپ کے زمانہ اور ما قبل زمانہ میں واقع ہونے والے واقعات اور حوادث ان سے متعلقہ نکات اور مشکل مقامات کو حل کرتے ہوئے ان کی روشنی میں جدید مسائل کا استنباط کیا ہے۔

علامہ حصکفی صاحب درمختار پر ان کے معاصرین کی جانب سے بے جا اٹھائے جانے والے اعتراضات کا بھی تشفی بخش جواب دیا ہے۔

ایک اور اہتمام جو آپ نے اپنی کتاب میں کیا ہے، وہ یہ ہے کہ ہر مسئلہ کو اس کے اصل مرجع سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے، حتی کہ دلائل وبراہین، جیسے احادیث، اصول وغیرہ کو بھی اصل مرجع سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

آپ نے جہاں مفتیٰ بہ اقوال موجود تھے، وہاں ان کا بیان اصحاب الترجیح سے کیا ہے، اور جہاں موجود نہیں تھے، وہاں اقوال کے مابین خود ترجیح دینے کی کوشش کی ہے۔

ردالمحتار کے مقدمہ میں مذکورہ احادیث کا اسنادی جائزہ:

ردالمحتار کے مقدمہ میں کل انتیس احادیث موجود ہیں، اور یہ انتیس وہ ہیں، جن کی نسبت یا تو ابن عابدین شامی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف براہِ راست کی ہے، یا پھر حدیث کہہ کر وہ الفاظ ذکر کئے ہیں۔ ذیل میں ترتیب سے روایات کو ذکر کیا جاتا ہے، پھر اس کے بعد ان کے روات پر کلام کیا جائے گا، جس کے بعد آخر میں ہر روایت کا حکم بیان کیا جائے گا۔

پہلی روایت:

ابن عابدین شامی نے ردالمحتار کے مقدمہ میں سب سے پہلے روایت یہ ذکر کی ہے:

''ومن ثم قال علیه الصلاة والسلام لا أحصي ثناء علیك أنت كما أثنیت على نفسك'' ([7])

ترجمہ:اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے اللہ)میں آپ کی حمد وتعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا، آپ ایسے ہی حمد وثناء وتعریف کے لائق ہیں، جیسی حمد آپ نے اپنی کی ہے۔

ابن عابدین شامی کی ذکر کردہ روایت صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور جامع ترمذی اور ابو داؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔(8)

مذکورہ روایت صحیح مسلم میں مروی ہے،اور صحیح مسلم میں مذکور احادیث کی صحت پر امت کا اجماع ہے،لہذا مذکورہ روایت صحیح ہے۔

دوسری روایت:

رد المحتار کے مقدمہ میں ابن عابدین دوسری روایت مدعی سے قسم کے مطالبہ نہ ہونے پر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وقد تكرر الاستدلال منهم في نفي اليمين عن المدعي بقوله عليه الصلاة والسلام " واليمين على من أنكر-------- كما في حديث واليمين على من أنكر"(9)

ترجمہ: مدعی سے نفی یمین کے ضمن میں فقہائے کرام کا استدلال ذکر ہوا ہے،کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سلسلہ میں قول وارد ہوا ہے کہ قسم اس پر ہے جو منکر ہو۔۔۔۔جیسا کہ حدیث میں ہے والیمین علی من انکر۔

مذکورہ روایت بعینہ والیمین علی من انکر کے الفاظ کے ساتھ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہیں ہے، تاہم ہم معنیٰ الفاظ الیمین علی المدعی علیہ کے ساتھ ابن ابی ملیکہ کی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا صحیح بخاری، ترمذی اور سنن نسائی میں مروی ہے۔(10)

مذکورہ روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ تین راوی موجود ہیں۔ پہلے راوی خلاد بن یحیٰ بن صفوان سلمی ہیں۔رواۃ کے نویں طبقے میں صغار تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی وفات 213 ھ میں ہوئی۔ آپ سے امام بخاری، ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ابن حجر کے نزدیک آپ صدوق ہیں۔(11) دیگر ائمہ جرح وتعدیل جیسے ابن نمیر اور ابوحاتم وغیرہ نے بھی آپ کو صدوق قرار دیا ہے۔(12)

دوسرے راوی نافع بن عمر ہیں۔ رواۃ کے ساتویں طبقے میں کبار تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی وفات 169 ھ مکہ میں ہوئی۔ آپ سے امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر کے نزدیک آپ "**ثقة ثبت**" ہیں۔(13)

تیسرے رواي ابن ابي مليكہ ہیں، جن کا مکمل نام عبد اللہ بن عبید اللہ ہے۔ رواۃ کے تیسرے طبقے میں تابعین وسطی سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی وفات 117ھ میں ہوئی۔ آپ سے امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے آپ کو ثقة فقيه کے الفاظ سے موسوم کیا ہے۔[(14)]

مذکورہ روایت میں مذکورہ تینوں راویوں کا ایک دوسرے سے سماع ثابت ہے۔ گو کہ پہلے راوی صدوق ہیں، جس کی وجہ سے مذکورہ روایت کا درجہ صحیح لذاتہ سے حسن لذاتہ تک پہنچ جاتا ہے۔

تیسری روایت:

ردالمحتار میں ابن عابدین شامی نے "والتین" میں "التین" کی تفسیر میں تفسیرِ قرطبی سے یہ نقل کیا ہے کہ التین سے مراد مسجد دمشق ہے، جو کہ حضرت ھود علیہ السلام کا باغ تھا، اور اس باغ کے اندر ایک زیتون کا درخت تھا۔ پھر ابن عابدین نے قرطبی کی اس تفسیر کے نقل کرنے کے بعد ذکر کیا کہ یہ مسجد دمشق انبیاء کی قدیم عبادت گاہوں میں سے رہی ہے، اور اس مسجد میں صحابہ کرام نے بھی نماز کا اہتمام کیا ہے، اور فقہائے کرام نے بھی صراحت کی ہے کہ مسجد ثلاثہ کے بعد افضل ترین مسجد مسجد دمشق ہے، بلکہ اخبارِ دول میں سفیان ثوری کی سند سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ:

"أن الصلاة في مسجد دمشق بثلاثين ألف صلاة"([15])

ترجمہ: مسجد دمشق میں نماز کا ثواب تیس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

مذکورہ روایت تاریخ دول میں تو نہیں ملی، تاہم ابن عساکر کی تاریخِ دمشق میں سفیان ثوری سے موقوفا مروی ہے۔([16]) تاریخ دمشق میں مذکورہ روایت کی سند میں آٹھ رواۃ موجود ہیں، جن میں سے بعض مجہول، بعض غیر ثقہ اور بعض متہم بالکذب تک ہیں، جس کی وجہ سے مذکورہ روایت منکر وضعیف ہے۔

چنانچہ پہلے راوی نصر بن احمد بن مقاتل سوسی ہیں۔ جن کی وفات 548ھ کی ہے۔ آپ نے اپنے دادا، ابو القاسم بن ابو العلاء، سھل بن بشر اسفر ایینی سے روایت کیا ہے، اور آپ سے ابن عساکر، اور ابن قاسم اور دیگر لوگوں نے روایت کیا ہے۔ ابن عساکر آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ شیخ مستور تھے، اور حدیث میں آپ کی کوئی اہمیت وشان نہیں تھی۔([17])

دوسرے راوی نصر بن احمد بن مقاتل کے دادا ہیں، جو کہ مجہول ہیں۔ تیسرے راوی ابو علی حسن بن ابراہیم اہوازی ہیں۔ ابن عساکر آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ حسن بن ابراہیم سالمیت مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔ ابن عساکر نے تو قراءات کے باب میں حسن بن ابراہیم کی روایات کو جھوٹی تک قرار دیا ہے، اور عبد اللہ بن احمد

سمرقندی نے تو ابو بکر خطیب سے حسن بن ابراہیم اہوازی کے بارے میں یہ نقل کیا ہے کہ وہ کذاب ہے، اور اس کی حدیث و قراءات کسی بھی میدان میں احادیث قابلِ قبول نہیں۔[18]

چوتھے راوی ابو الفرج الھیثم ہیں، جو کہ ابن صباغ کے نام سے مشہور ہیں، آپ کی وفات 403ھ میں ہوئی ہے۔ آپ سوق لولو کی مسجد کی امام تھے۔ آپ نے ابو فرج شنبوذی، ابو الحسن علی بن محمد پر پڑھا ہے۔ آپ نے ابو العقب، ابو عبد اللہ بن مروان، اور دیگر لوگوں سے روایت کیا ہے۔ آپ کے بارے میں علامہ ذھبی نے یہ لکھا ہے کہ آپ فضلائے شامیین سے تعلق رکھتے تھے۔[19] اس کے علاوہ آپ کی جرح و تعدیل نہیں ملتی۔

پانچویں راوی ابو بکر احمد بن سعید بن فطیس ہیں، جو کہ مجہول راوی ہیں۔ چھٹے راوی احمد بن انس بن مالک ہیں۔ جن کی وفات 300ھ کی ہے۔ آپ نے صفوان بن صالح، ھشام بن عمار، دحیم، محمد بن خلیل بلاطی اور دیگر لوگوں سے روایت کیا ہے۔ اور آپ سے ابن جوص، اور ابن جوص کے بیٹے، ابو عمر بن فضالہ، طبرانی، ابو احمد بن ناصح اور دیگر لوگوں نے روایت کیا ہے۔ حافظ ذھبی نے آپ کو دمشق کے ثقات میں سے شمار کیا ہے۔[20]

ساتویں راوی مؤذن حبیب ہیں۔ موذن حبیب کے تفصیلی حالات تو کہیں نہیں ملتے، تاہم ابن عساکر نے صرف اتنا ذکر کیا ہے کہ وہ سوقِ احد کی مسجد میں موذن تھے۔[21] لہذا یہ بھی مجہول الحال راوی ہیں۔ آٹھویں راوی ابو امیہ شعفانی ہیں، جن کو بعض نسخوں میں شعفانی کے بجائے شعبانی لکھا ہوا ہے۔ آپ رواۃ کے دوسرے طبقہ میں کبار تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ سے امام بخاری نے خلق افعال العباد میں، ابو داوٗد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ابن حجر نے آپ کو مقبول قرار دیا ہے۔[22]

مذکورہ روایت کی سند میں کذاب اور مجہول الحال راوی موجود ہیں، لہذا مذکورہ روایت موضوع کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ نیز مذکورہ روایت کو شیخ ناصر الدین البانی نے بھی موضوع و من گھڑت قرار دیا ہے۔[23]

چوتھی روایت:

مقدمہ ردالمحتار میں چوتھی روایت قسم کے مسئلہ کے ضمن ابن عابدین شامی نے ذکر کرتے ہوئے یہ نقل کی ہے کہ:

"وقد قال عليه الصلاة والسلام قد أفلح و أبيه"[24]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نجات پا گیا وہ شخص، قسم ہے اس کے باپ کی۔

مذکورہ روایت صحیح مسلم، سنن ابی داوٗد، سنن الکبری للبیھقی میں طلحہ بن عبید اللہ کی سند سے مروی ہے۔[25] صحیح مسلم میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

”أفلح، و أبيه إن صدق، أو دخل الجنة و أبيه إن صدق“([26])

ترجمہ: نجات پا گیا، اس کے باپ کی قسم اگر اس نے سچ بولا، یا وہ جنت میں داخل ہو گیا، اس کے باپ کی قسم اگر اس نے سچ بولا۔

مذکورہ روایت صحیح مسلم میں مروی ہے، لہٰذا مذکورہ روایت کی سند صحیح ہے۔

پانچویں روایت:

مقدمہ ردالمحتار میں ابن عابدین شامی نے حسد کی مذمت بیان کرتے ہوئے یہ روایت نقل کی ہے:

”ولذا قال عليه الصلاة والسلام إياكم والحسد فإن الحسد يأكل الحسنات كما تأكل النار الحطب“([27])

ترجمہ: اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جیسا کہ آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

مذکورہ روایت ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔([28]) امام بخاری نے بھی مذکورہ روایت کو التاریخ الکبیر میں روایت کیا ہے، اور کہا ہے کہ ”لا یصح“ یعنی یہ روایت صحیح نہیں ہے۔([29])

مذکورہ روایت کی سند میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ پانچ رواۃ موجود ہیں، جن کے حالات حسبِ ذیل ہیں۔ پہلے راوی عثمان بن صالح بغدادی ہیں، جن سے امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ رواۃ کے گیارہویں طبقے میں تبع تبع تابعین کے اوساط سے رکھتے ہیں۔ آپ کی وفات 256ھ میں ہوئی ہے۔ آپ سے امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ ابن حجر کے نزدیک آپ ثقہ ہیں۔([30])

دوسرے راوی ابو عامر عبد الملک بن عمرو ہیں، جنہوں نے عثمان بن صالح بغدادی سے روایت کیا ہے، اور ان سے آپ کا سماع ثابت ہے۔ آپ رواۃ کے نویں طبقہ میں صغار تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی وفات 205ھ میں ہوئی ہے۔ آپ سے امام بخاری، امام مسلم، ابو داود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ابن حجر کے نزدیک آپ ثقہ ہیں۔([31])

تیسرے راوی سلیمان بن بلال قرشی ہیں، جنہوں نے ابو عامر عبد الملک بن عمرو سے روایت کیا ہے، اور ابو عامر عبد الملک بن عمرو سے آپ کا سماع ثابت ہے۔ رواۃ کے آٹھویں طبقے میں اوسط تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی وفات 177ھ میں ہوئی ہے۔ آپ سے امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ نے روایت

کیا ہے۔ ابن حجر کے نزدیک آپ ثقہ ہیں۔ گو کہ ساجی اور ازدی نے آپ کو لین الحدیث قرار دیا ہے، مگر ابن حجر نے یہ کہا ہے کہ ان دونوں نے بنا دلیل کے آپ کو لین الحدیث قرار دیا ہے۔(32)

چوتھے راوی ابراہیم بن ابی اسید براد ہیں، جنہوں نے سلیمان بن بلال سے روایت کیا ہے، اور ان سے ان کا سماع ثابت ہے۔ رواۃ کے ساتویں طبقے میں کبار تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ سے صحاحِ ستہ میں صرف ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ ابن حجر نے آپ کو صدوق قرار دیا ہے۔(33)

پانچویں اور آخری راوی ابراہیم بن ابی اسید کے دادا ہیں۔ اور ابراہیم بن اسید نے یہ روایت اپنے دادا سے روایت کی ہے، مگر ان کے نام کا ذکر نہیں کیا، جس کی وجہ سے ان کے دادا مجہول الحال راوی ہے۔ اور ابن حجر نے بھی ان کو "لایعرف" کے الفاظ کے ساتھ متصف کیا ہے۔(34)

مذکورہ روایت میں تمام رواۃ ثقہ اور ابراہیم بن اسید صدوق ہیں، جس کی وجہ سے مذکورہ روایت کا درجہ حسن لذاتہ تک پہنچتا تھا، مگر آخری راوی ابراہیم بن اسید کے دادا مجہول الحال ہیں، جس کی وجہ سے مذکورہ روایت ضعیف کے درجہ تک آجاتی ہے۔ تاہم مذکورہ روایت کے دیگر شواہد ومتابعات موجود ہیں، جو کہ حسد کے مذمت اور برائی سے متعلق ہیں۔ جیسا کہ ابو داؤد میں بھی ایک روایت اسی مضمون کی ایک اور ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے۔(35) اس وجہ سے مذکورہ روایت کا درجہ حسن لغیرہ تک پہنچ جاتا ہے۔

چھٹی روایت (بلی کو ایذاء کی وجہ سے عورت کا جہنم میں داخل ہونا):

مقدمہ ردالمحتار میں چھٹی روایت ابن عابدین نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے:

"كما في حديث إن امرأة دخلت النار في هرة حبستها"(36)

ترجمہ: جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہو گئی، جس کو اس نے قید کر رکھا تھا۔

مذکورہ روایت امام بخاری کی الجامع الصحیح میں "مالک عن نافع عن ابن عمر" کی سند سے موجود ہے، جس میں یہ مضمون آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، جس کو اس نے قید کر رکھا تھا، اور وہ بلی بھوک سے مر گئی تھی۔(37)

امام بخاری کی ہی الجامع الصحیح، صحیح مسلم، اور سنن ابن ماجہ میں مذکورہ روایت تقریباً اسی مضمون کے ساتھ ابن ابی ملیکہ کی سند سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔(38)

جہاں تک ابن عمر رضی اللہ عنہ کی سند کا تعلق ہے، تو اس سند میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ تین روات موجود ہیں، اور یہ روایت رباعیات کے قبیل سے تعلق رکھتی ہے۔ اس سند کی خاصیت یہ ہے کہ امام بخاری نے خود مالک، نافع، عن ابن عمر کی سند کو "اصح الاسانید" قرار دیا ہے۔[39]

مذکورہ روایت صحیحین یعنی الجامع الصحیح اور صحیح مسلم میں مروی ہے، لہٰذا مذکورہ روایت کی سند کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔

ساتویں روایت (اللہ کا سید ہونا):

مقدمہ ردالمحتار میں ساتویں روایت ابن عابدین نے لفظ سید کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ لفظ سید صرف اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہو سکتا ہے، اس کے شہادت میں ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت پیش کی ہے:

"لما روي أنه عليه الصلاة والسلام لما قالوا له يا سيدنا ، قال : إنما السيد الله"[40]

ترجمہ: اس وجہ سے کہ روایت کیا گیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا کہ یاسیدنا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک سید اللہ ہے۔

مذکورہ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مسند احمد بن حنبل میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس مضمون کے ساتھ روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اے محمد، اے ہمارے سید، ابن سید، اور ہمارے خیر اور ابن خیر۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو تقویٰ سے کام لو۔ تمہیں کہیں شیطان نہ ورغلادے۔ میں محمد بن عبد اللہ اور اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ کی قسم مجھے یہ بات پسند نہیں کہ تم مجھے میرے اس درجہ و مرتبہ سے بڑھاؤ، جس پر اللہ نے مجھے رکھا ہے۔[41]

مذکورہ روایت کی سند میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ تین روات پائے جاتے ہیں۔ پہلے راوی حسن بن موسیٰ ہیں، جن سے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل کا ان سے سماع ثابت ہے۔ آپ کا مکمل نام حسن بن موسیٰ اشیب ہے۔ آپ طبرستان کے قاضی رہے۔ روات کے نویں طبقہ میں صغار تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی وفات 209ھ میں ہوئی ہے۔ آپ سے امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ابن حجر نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔[42]

دوسرے راوی حماد بن سلمہ ہیں۔ مذکورہ روایت کو حسن بن موسیٰ نے حماد بن سلمہ سے روایت کیا ہے، اور حسن بن موسیٰ کا حماد بن سلمہ سے سماع ثابت ہے۔ حماد بن سلمہ کا مکمل نام حماد بن سلمہ بن دینار بصری ہے۔ رواۃ کے آٹھویں طبقہ میں وسطی تبع تابعین کے درجہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی وفات 167ھ میں ہوئی ہے۔ آپ سے امام بخاری نے تعلیقاً روایت کیا ہے، امام مسلم نے ابو داؤد، ترمذی اور امام نسائی نے آپ سے روایت کر کے آپ کی روایت اپنی کتب میں درج کی ہیں۔ گو کہ آپ مسلم کے رواۃ میں سے ہیں، مگر آپ پر ائمہ جرح وتعدیل نے کلام کیا ہے۔ چنانچہ امام حاکم نے آپ کے بارے میں فرمایا ہے کہ حماد بن سلمہ کے بارے سوء حفظ کی شکایت کی گئی ہے۔ ابن معین آپ کے بارے میں بارے میں فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص آپ کو حماد بن سلمہ پر جرح کرتے ہوئے نظر آئے، تو اس کے اسلام کو متہم کرو۔(43) ابن حجر نے آپ کے بارے میں یہ فرمایا کہ حماد بن سلمہ ثقہ عابد ہیں، لوگوں نے آپ کی توثیق بیان کی ہے، اور عمر کے آخری حصہ میں آپ کے حافظہ میں تغیر واقع ہو گیا تھا۔(44) اور حماد بن سلمہ سے امام مسلم نے روایات لی ہیں، اسی طرح امام احمد بن حنبل نے مذکورہ روایت لی ہے، وہ ان کے آخری عمر کی نہیں ہے، جب ان کے حافظہ میں تغیر پیدا ہو گیا تھا، لہٰذا اس وجہ سے مذکورہ روایت کی سند کی صحت میں فرق نہیں پڑتا۔

تیسرے راوی ثابت بنانی ہیں۔ جن کا مکمل نام ثابت بن اسلم بنانی ہے۔ مذکورہ روایت کو حماد بن سلمہ نے ثابت بنانی سے روایت کیا، اور حماد کا ثابت بنانی سے سماع ثابت ہے۔ ثابت بنانی رواۃ کے چوتھے طبقہ میں وسطی تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی وفات 100 ہجری کے لگ بھگ ہوئی ہے۔ آپ کی سند والی روایات کو امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں جگہ دی ہے۔ ابن حجر نے آپ کے لئے "**ثقة عابد**" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔(45)

مذکورہ روایت کے تمام رواۃ ثقہ ہیں، لہٰذا مذکورہ روایت صحیح لذاتہ کے زمرے میں آتی ہے۔

آٹھویں روایت (ليس الخبر كالمعاينة حديث):

ابن عابدین شامی نے مقدمہ رد المحتار میں آٹھویں روایت مشاہدہ کی اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے ان الفاظ میں ذکر کی ہے کہ:

"وفي هذا الكلام اقتباس مما رواه أحمد والطبراني وغيرهما من قوله صلى الله عليه وسلم " ليس الخبر كالمعاينة " وهو من جوامع كلمه صلى الله عليه وسلم كما في المواهب اللدنية"(46)

ترجمہ: اس کلام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا اقتباس موجود ہے، جس کو امام احمد اور طبرانی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ آنکھوں دیکھی چیز سے بہتر کوئی خبر نہیں، اور یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوامع الکلم میں سے ہے جیسا کہ مواہب لدنیہ میں مذکور ہے۔

مذکورہ روایت کو مسند احمد میں امام احمد بن حنبل نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے:

''ليس الخبر كالمعاينة''([47])

ترجمہ: مشاہدہ جیسی کوئی خبر نہیں۔

مذکورہ روایت کی سند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ تین روات موجود ہیں۔ پہلے راوی ھشیم بن بشیر ہیں، جن سے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔ آپ کی ولادت 104ھ میں ہوئی، آپ کا تعلق روات کے ساتویں طبقے سے ہے، اور آپ کا شمار کبار تبع تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ کی وفات 183ھ بغداد میں ہوئی۔ آپ سے امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ابن حجر کے نزدیک آپ ثقہ ہیں، مگر کثیر التدلیس اور ارسالِ خفی سے کام لیتے تھے۔([48]) مذکورہ روایت کو بھی آپ نے عن سے روایت کیا ہے، لہذا اس روایت میں تدلیس ہورہی ہے۔ مگر چونکہ یہ روایت دیگر اسناد سے بھی مروی ہے۔ حافظ ذہبی نے بھی آپکو حافظ بغداد قرار دیا ہے۔

دوسرے روای ابو بشر ہیں، جن کا پورا نام جعفر بن ایاس ہے۔ جعفر بن ایاس سے ھشیم بن بشیر کا سماع ثابت ہے، اور آپ ھشیم بن بشیر کے شیوخ میں سے ہیں۔ جعفر بن ایاس روات کے پانچویں طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، اور آپ کا شمار صغار تابعین میں سے ہوتا ہے۔ آپ کی وفات 125ھ مکہ میں ہوئی۔ آپ سے امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایتیں لی ہیں۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ جعفر بن ایاس سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہوئے ثقہ اور اثبت الناس ہیں، مگر شعبہ نے آپ کو حبیب بن سالم اور مجاہد سے روایت کرتے ہوئے ضعیف قرار دیا ہے۔([49]) ملحوظ رہے کہ مذکورہ روایت کو جعفر بن ایاس نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے، اس لئے یہاں جعفر بن ایاس ثقہ ہی رہیں گے۔

تیسرے اور آخری راوی سعید بن جبیر ہیں، اور جعفر بن ایاس کا سعید بن جبیر سے سماع ثابت ہے۔ روات کے تیسرے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، اور مشہور تابعی ہیں۔ آپ کی وفات 95ھ میں ہوئی۔ آپ سے امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایات لی ہیں۔ حافظ ابن حجر نے آپ کو ''ثقہ ثبت فقیہ'' قرار دیا ہے۔([50])

مذکورہ روایت میں تمام راوی ثقہ ہیں، مگر ھشیم مدلس ہیں، جو عن سے روایت کر رہے ہیں، مگر چونکہ مذکورہ روایت دیگر اسناد سے بھی مروی ہے،لہذا مذکورہ روایت کی سند کا درجہ حسن ہے۔ نیز مذکورہ روایت کو ابن حجر نے موافقۃ الخبر میں حسن، ھیثمی نے مجمع الزوائد میں اس کے رجال کو ثقات اور شیخ البانی نے مشکاۃ کی تحکیم میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔([51])

نویں روایت (ایک فقیہ ہزار عابدوں سے بہتر کی حدیث):

ابن عابدین شامی نے مقدمہ رد المحتار میں نویں روایت فقیہ اور فقہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ان الفاظ میں ذکر کی ہے کہ:

"ورواه الدارقطني والبيهقي من قوله صلى الله عليه وسلم ما عبد الله بشيء أفضل من فقه في الدين ، ولفقيه واحد أشد على الشيطان من ألف عابد ، ولكل شيء عماد وعماد الدين الفقه ۔"([52])

ترجمہ: دار قطنی اور بیہقی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول روایت کیا ہے کہ اللہ کی عبادت دین میں فقہ سے بڑھ کر اور کسی چیز نہیں کی جاسکتی،،اور ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے،اور ہر چیز کا ایک ستون ہوتا ہے،اور دین کا ستون فقہ ہے۔

مذکورہ روایت مذکورہ الفاظ کے ساتھ ہی سنن الدار قطنی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔([53]) نیز مذکورہ روایت کی سند میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ چھ روات پائے جاتے ہیں۔سب سے پہلے راوی احمد بن محمد بن اسماعیل سوطی ہیں۔جو کہ ابن سوطی کے نام سے معروف ہیں۔323ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ابراہیم بن مجشر، ابراہیم بن راشد، یحیی بن ورد وغیرہ آپ کے اساتذہ میں سے ہیں۔امام دار قطنی اور خطیب بغدادی نے احمد بن اسماعیل سوطی کو ثقہ قرار دیا ہے۔([54])

دوسرے راوی محمد بن سعید غالب ہیں، جن سے سوطی نے روایت کیا ہے۔محمد بن سعید غالب نے سفیان بن عیینہ، اسماعیل بن علیہ، حماد بن زید ابن ابی رواد سے سنا ہے،اور آپ سے ابو العباس، یحیی بن صاعد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔آپ کی وفات 261ھ میں ہوئی۔خطیب بغدادی اور ابن ابی حاتم نے محمد بن سعید غالب کو ثقہ قرار دیا ہے۔([55])

تیسرے راوی یزید بن ہارون ہیں، جن سے محمد بن سعید نے مذکورہ حدیث کو روایت کیا ہے۔یزید بن ہارون کی ولادت 117ھ میں ہوئی،اور وفات 206ھ میں ہوئی۔روات کے نویں طبقے میں صغار تبع تابعین سے تعلق

رکھتے ہیں۔ آپ سے امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ابن حجر نے آپ کو "ثقۃ متقن عابد" قرار دیا ہے۔(56)

چوتھے راوی یزید بن عیاض ہیں، جن کا پورا نام یزید بن عیاض بن جعدبہ لیثی ہے۔ آپ سے مذکورہ روایت کو یزید بن ہارون نے روایت کیا ہے، اور آپ سے یزید بن ہارون کا سماع ثابت ہے۔ رواۃ کے چھٹے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، اور صغار تابعین کا زمانہ آپ نے پایا ہے۔ آپ کی وفات کا سن تو ذکر نہیں ملتا، البتہ اتنا ضرور ملتا ہے کہ آپ کی وفات مھدی کے زمانہ میں بصرہ میں ہوئی۔ آپ سے امام ترمذی اور ابن ماجہ نے روایات لی ہیں۔ابن حجر نے یہ کہا ہے کہ امام مالک وغیرہ نے یزید بن عیاض کی تکذیب کی ہے۔(57)اور ذھبی کے نزدیک یزید بن عیاض متروک راوی ہیں۔(58)

پانچویں راوی صفوان بن سُلیم مدنی ہیں۔ جن کی ولادت 60ھ میں ہوئی۔ رواۃ کے چوتھے طبقہ میں درمیانے درجے کے تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی وفات 132ھ میں ہوئی، آپ سے امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ابن حجر نے آپ کو ثقہ قرار دینے کے ساتھ کہا ہے کہ آپ پر قدریہ ہونے کا الزام تھا۔(59)اور حافظ ذھبی نے بھی آپ کو ثقہ حجۃ کہا ہے۔

چھٹے اور آخری راوی سلیمان بن یسار ہیں۔ جن سے مذکورہ روایت کو صفوان بن سلیم نے روایت کیا ہے، اور سلیمان بن یسار سے صفوان بن سلیم کا سماع ثابت ہے۔ رواۃ کے تیسرے طبقہ سے تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ آپ ایک مشہور تابعی بھی ہیں۔ آپ کی وفات 100ھ کے بعد ہوئی۔ آپ سے امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ابن حجر نے آپ کو": **ثقة فاضل أحد الفقهاء السبعة**" کے الفاظ سے نوازا ہے۔(60)

مذکورہ روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں، سوائے یزید بن عیاض کے۔ جیسا کہ گزرا کہ وہ بعض ائمہ جرح وتعدیل کے نزدیک متہم بالکذب ہیں، اور بعض نے ان کو متروک قرار دیا ہے، اس لئے یزید بن عیاض کی وجہ سے مذکورہ روایت ضعیف الاسناد ہے۔ نیز مذکورہ روایت کی سند کے بارے میں امام ھیثمی نے مجمع الزوائد میں یہ کہا ہے کہ اس کی سند میں یزید بن عیاض ہے جو کہ کذاب ہے۔(61)امام عجلونی نے کشف الخفاء میں اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔(62)اور شوکانی نے بھی فوائد مجموعہ میں اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔(63)

دسویں روایت (شعر وشاعری کی مذمت پر حدیث):

ابن عابدین شامی نے مقدمہ ردالمحتار میں دسویں روایت شریعت میں شعر وشاعری کی مذمت بیان کرتے ہوئے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ:

"وبه فسر الحديث المتفق عليه وهو قوله صلى الله عليه وسلم لأن يمتلئ جوف أحدكم قيحا خير من أن يمتلئ شعرا" (64)

ترجمہ: اس بات کی وضاحت متفق علیہ حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہ اس بات سے بہتر ہے کہ وہ شعر سے بھرے۔

مذکورہ روایت صحیح بخاری، صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ مروی ہے، جن کے ساتھ ابن عابدین شامی نے نقل کی ہے۔(65)

مذکورہ روایت کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں، لہٰذا مذکورہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ نیز مذکورہ روایت چونکہ صحیحین میں مروی ہے، اور صحیحین میں مروی روایات کی صحت پر امت کا اتفاق ہے۔

گیارہویں روایت (روزِ قیامت چار چیزوں کے سوال پر حدیث):

مقدمہ ردالمحتار میں ابن عابدین شامی نے گیارہویں روایت آخرت میں علم کی مسئولیت کے سلسلہ میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کی ہے کہ:

"ورد في الحديث ما يفيد السؤال عن العلم ، ولفظه لا تزول قدما عبد يوم القيامة حتى يسأل عن أربع : عن عمره فيما أفناه ؟ وعن شبابه فيما أبلاه وعن ماله من أي شيء اكتسبه ؟ وعن علمه ماذا صنع به" (66)

ترجمہ: حدیث میں وہ بات وارد ہوئی ہے، جو کہ علم کے بارے میں سوال کے سلسلے میں ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ روزِ قیامت بندے کے قدم اپنی جگہ قائم رہیں گے، یہاں تک کہ اس سے چار چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے، اس کی عمر کے بارے میں کہ کہاں اس نے عمر کو ضائع کیا، اس کی جوانی کے بارے میں کہاں اس نے جوانی کو لگایا، اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے اس نے مال کمایا، اور اس کے علم کے بارے میں کہ اس نے علم کا کیا کیا؟

مذکورہ حدیث سنن دارمی میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے اور المعجم الکبیر طبرانی میں ایک سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ایک سند سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہی کی سند سے مروی ہے۔(67)

طبرانی کی سند میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ چھ راوی موجود ہیں۔ سب سے پہلے راوی ھیثم بن خلف دوری ہیں، جن سے امام دارمی نے مذکورہ حدیث کو روایت کیا ہے۔ ھیثم بن خلف کے مشائخ میں اسحاق بن موسیٰ، عبید اللہ بن عمر قواریری، عثمان بن ابی شیبہ وغیرہ ہیں، اور آپ سے ابو بکر شافعی، عثمان بن احمد بن سمعان، عبد العزیز بن جعفر وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ خطیب بغدادی نے متعدد ائمہ جیسے ابو بکر اسماعیلی اور احمد بن کامل قاضی سے ھیثم بن خلف دوری کا ثقہ ہونا نقل کیا ہے۔ اور ھیثم کی وفات 307ھ میں ہوئی۔(68)

دوسرے راوی احمد بن محمد بن یزید بن سلیم ہیں، جن سے مذکورہ حدیث کو ھیثم بن خلف نے سنا ہے۔ احمد بن محمد کے شیوخ میں حسین بن حسین اشقر، اور رجاء بن سلمہ کا نام آتا ہے، اور آپ کے شاگردوں میں ھیثم بن خلف، محمد بن محمد سلیمان باغندی، احمد بن فاذویہ طحان وغیرہ شامل ہیں۔ خطیب بغدادی نے آپ کو صدوق وثقہ قرار دیا ہے۔ (69)

تیسرے راوی حسین بن حسن اشقر فزاری ہیں، جن سے محمد بن یزید نے مذکورہ حدیث کو روایت کیا ہے۔ حسین بن حسن اشقر رواۃ کے دسویں طبقے میں ان کبار سے تعلق رکھتے ہیں، جنہوں نے تبع تابعین سے علم حاصل کیا۔ حسین بن حسن کی وفات 208ھ میں ہوئی۔ آپ سے صحاحِ ستہ میں سے صرف امام نسائی نے روایت لی ہے۔ ابن حجر نے اگرچہ انہیں صدوق قرار دیا ہے، تاہم ان کے وہم ہونے کے ساتھ اس بات کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہ غالی شیعہ تھا۔ (70) حافظ ذہبی نے بھی ''واہ'' کے الفاظ کے ساتھ حسین بن حسن اشقر کو متصف کیا ہے۔ ابن عدی نے الکامل میں حسین بن حسین اشقر کے بارے میں یہ کہا ہے کہ کوفہ کے علماء کی ایک جماعت حسین بن حسین سے روایت کرنے کو جائز کہتی تھی، اس لئے وہ روایت جس میں حسین بن حسین نے تفرد اختیار کیا ہو، وہ قابل قبول نہ ہوگی، لیکن جس روایت میں اس نے تفرد اختیار نہ کیا ہو تو اس کی قابلِ قبول ہوگی۔ (71)

چوتھے راوی ھشیم بن بشیر ہیں۔ جن سے مذکورہ روایت کو حسین بن حسین اشقر نے سنا ہے، اور آپ دونوں کا سماع ثابت ہے۔ آپ کی ولادت 104ھ میں ہوئی، آپ کا تعلق رواۃ کے ساتویں طبقے سے ہے، اور آپ کا شمار کبار تبع تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ کی وفات 183ھ بغداد میں ہوئی۔ آپ سے امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ابن حجر کے نزدیک آپ ثقہ ہیں، مگر کثیر التدلیس اور ارسالِ خفی سے کام لیتے تھے۔ (72) مذکورہ روایت کو بھی آپ نے عن سے روایت کیا ہے، مگر آپ کا اپنے شیخ سے سماع اور ملاقات ثابت ہے۔ حافظ ذہبی نے بھی آپکو حافظ بغداد قرار دیا ہے۔

پانچویں راوی ابو ھاشم ہیں، جن کا پورا نام ابو ھاشم رمانی واسطی ہے۔ مذکورہ حدیث کو ھشیم بن بشیر نے ابو ھاشم سے ہی روایت کیا ہے، اور آپ دونوں کا سماع ثابت ہے۔ آپ رواۃ کے چھٹے طبقے میں ان لوگوں میں سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے صغار تابعین کا زمانہ پایا ہے۔ آپ کی وفات 122ھ اور ایک قول کے مطابق 145ھ میں ہوئی۔ آپ سے امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ابن حجر نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (73)

چھٹے اور آخری راوی مجاھد بن جبیر ہیں، مشہور تابعی ہیں۔ مذکورہ حدیث کو ابو ھاشم نے مجاھد بن جبیر سے روایت کیا ہے، اور ابو ھاشم کا حضرت مجاہد سے سماع ثابت ہے۔ حضرت مجاہد وسطی تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی سنِ وفات کے بارے میں چار اقوال ملتے ہیں، 101 اور 102 اور 103 اور 104 ہجری آپ کا سنِ وفات ملتا ہے۔ آپ کی روایات امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ذکر کی ہیں۔ ابن حجر نے آپ کو "ثقۃ امام فی التفسیر وفی العلم" کے الفاظ کے ساتھ متصف کیا ہے۔(74)

مذکورہ روایت میں تمام راوی ثقہ ہیں، سوائے حسین بن حسین اشقر کے، کیونکہ ان کی بعض حضرات نے تضعیف کی ہے، لیکن جیسا کہ پہلے ابن عدی کے حوالہ سے گزرا کہ جس روایت میں وہ تفرد اختیار کریں، تو وہ قابل قبول نہیں۔ مذکورہ روایت انہی الفاظ کے ساتھ دارمی، اور طبرانی میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، جس میں حسین بن حسین اشقر موجود نہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت میں حسین بن حسین اشقر نے تفرد و شذوذ اختیار نہیں کیا، اور نہ ہی مذکورہ روایت دیگر روایات کے خلاف ہے، لہٰذا مذکورہ روایت حسن کے زمرے میں آتی ہے۔ اگرچہ مذکورہ روایت کی سند میں حسین بن حسن اشقر کو امام ھیثمی نے ضعیف جدا قرار دیا ہے، اور ابن حبان کے حوالہ سے اس کی توثیق نقل کی ہے۔(75) لیکن ناصر الدین البانی نے اسی وجہ سے صحیح الترغیب والترھیب میں مذکورہ روایت کو حسن، صحیح قرار دیا ہے کہ اس روایت میں حسین بن حسن اشقر نے تفرد وشذوذ اختیار نہیں کیا۔(76)

بارھویں روایت (ریاء کاری کے لئے حصولِ علم کی وعید پر حدیث):

مقدمہ ردالمحتار میں بارھویں روایت ابن عابدین شامی نے آخرت میں علم کی مسوئیت کے ہی ضمن میں ان الفاظ میں ذکر کی ہے:

"واعترض بأنه يسأل عن طلبه هل قصد به الرياء أو الجاه . ويدل عليه ما في الحديث السابق ولكن تعلمت العلم ليقال عالم."(77)

ترجمہ: یہ اعتراض کیا گیا کہ عالم سے علم کے حصول کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اس نے ریاء کاری کے لئے اس علم کا حصول کیا یا جاہ وشوکت کے لئے اس کا حصول کیا، اس پر وہی بات دلالت کرتی ہے، جو کہ حدیثِ سابق میں (ان الفاظ سا تھ مذکور) ہے کہ تو نے علم حاصل کیا تا کہ تجھے عالم کہا جاسکے۔

مذکورہ روایت صحیح مسلم میں اور سنن نسائی میں تفصیل کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے۔ جس میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

”لوگوں میں سب سے پہلا شخص جس کے فیصلے کے لئے اس کو لایا جائے گا،وہ شہید ہو گا۔اس کو اللہ کی نعمتوں کو گنوایا جائے گا، جنہیں وہ پہچان لے گا۔ پھر اللہ اس کہیں گے کہ تونے اس نعمت کا کیا کیا؟وہ کہے گا کہ میں نے آپ کے راستے میں جہاد کیا، یہاں تک کہ میں شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ تو نہیں جھوٹ کہا۔ تونے جہاد اس لئے کیا تا کہ تجھے بہادر کہا جائے، تو تجھے کہا گیا۔ پھر اس کے لئے حکم دیا جائے گا، پھر اس کو اس کے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ پھر اس شخص کو لایا جائے گا، جس نے قرآن کی تعلیم و تعلم کیا ہو گا۔اس کو اس کی نعمت کا بتلایا جائے گا، جسے وہ جان لے گا۔ پھر اس سے اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ تونے اس کا کیا کیا؟وہ کہے گا کہ میں نے علم حاصل کیا،اور دوسروں کو سکھایا،اور آپ کے لئے قرآن مجید کو پڑھا۔اللہ کہے گا کہ تونے جھوٹ کہا۔تونے تو قرآن اس لئے سیکھا تا کہ تجھے عالم کہا جائے،اور تونے قرآن اس لئے پڑھا، تا کہ تجھے قاری کہا جائے۔ تو تجھے ایسا ہی کہا گیا۔ پھر اس کو اس کے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ پھر اسی طرح اس شخص کو لایا جائے گا کہ جس کو اللہ نے مال و دولت عطا کیا تھا،اور ہر قسم کا مال اسے دیا تھا۔اس کو اس کی نعمت کا بتلایا جائے گا، جسے وہ جان لے گا۔ پھر اللہ اسے کہے گا کہ تونے اس کا کیا کیا؟وہ کہے گا کہ اے اللہ !تجھے جو بھی راستہ محبوب تھا،اس راستے میں میں نے مال خرچ کیا۔اللہ فرمائے گا کہ تونے جھوٹ کہا۔تونے ایسا اس لئے کیا تا کہ تجھے سخی کہا جائے، سو ایسا ہی کہا گیا۔ پھر اس کو اس کے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔“ (78)

مذکورہ روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں،اور تمام کی ایک دوسرے سے ملاقات ثابت ہے،اگرچہ ابن جریج مدلس راوی مذکورہ روایت کی سند میں موجود ہیں، لیکن یہاں انہوں نے سماع کی تصریح کی ہے۔لہذا مذکورہ حدیث کی سند صحیح لذاتہ ہے۔ نیز مذکورہ روایت صحیح مسلم میں مروی ہے،اور صحیح مسلم میں مروی روایات کی صحت پر امت کا اتفاق ہے۔

تیرہویں روایت(علماء کی فضیلت پر حدیث):

مقدمہ ردالمحتار میں تیرہویں روایت ابن عابدین شامی آخرت میں علم کی مسوئیت کے ہی ضمن میں لائے ہیں،اور وہ اس طرح کہ اس سے قبل انہوں نے علم ضار کے بارے میں روایات ذکر کی تھیں، جن میں اس بات کا ذکر تھا کہ روز قیامت اس عالم کو اوندھے منہ جہنم میں جھونکا جائے گا، جس نے علمِ دین ریاء ودکھلاوے کے لئے حاصل کیا ہو گا۔ پھر اس کے بعد علم نافع کی تعریف کرتے ہوئے آخرت میں کامیاب ہونے والے علماء کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک روایت لے کر آئے ہیں، جو ان الفاظ کے ساتھ ہے کہ:

"ولذا ورد في الحديث إن الله تعالى يبعث العباد يوم القيامة ثم يبعث العلماء . ثم يقول : يا معشر العلماء إني لم أضع علمي فيكم إلا لعلمي بكم ، ولم أضع علمي فيكم لأعذبكم . اذهبوا فقد غفرت لكم" (79)

ترجمہ: اسی وجہ سے حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت تمام بندوں کو اٹھائے گا، پھر علماء کو اٹھائے گا، پھر اللہ کہے گا کہ اے علماء کے گروہ! میں نے تم اپنا علم تمہارے مابین اس لئے رکھا کہ مجھے تمہارے متعلق علم تھا، اور میں نے تم میں اپنا علم اس لئے نہیں رکھا تاکہ تمہیں عذاب دوں، اس لئے جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا۔

مذکورہ روایت المعجم الاوسط طبرانی میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں:

"يَبْعَثُ اللَّهُ الْعِبَادَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يُمَيِّزُ الْعُلَمَاءَ، فَيَقُولُ: يَا مَعْشَرَ الْعُلَمَاءِ، إِنِّي لَمْ أَضَعْ فِيكُمْ عِلْمِي وَ أَنَا أُرِيدُ أَنْ أُعَذِّبَكُمْ، اذْهَبُوا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ"(80)

ترجمہ: اللہ روزِ قیامت بندوں کو اٹھائے گا، پھر ان میں علماء کو الگ کرے گا، پھر اللہ فرمائے گا کہ اے علماء کے گروہ! میں نے تمہارے مابین اپنا علم اس لئے نہیں رکھا تھا تاکہ تمہیں عذاب دوں، جاؤ، میں نے تمہاری بخشش کر دی۔

مذکورہ روایت کی سند میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے علاوہ چھ راوی پائے جاتے ہیں۔

سب سے پہلے راوی عبد اللہ بن محمد بن سعید ہیں جن سے امام طبرانی نے مذکورہ حدیث کو روایت کیا ہے۔ آپ کی وفات 281 سے 290ھ کے درمیان میں ہوئی ہے۔ آپ نے اپنے دادا، محمد بن یوسف اور عمرو بن سلمہ تنیسی سے سنا ہے۔ آپ سے احمد بن قاسم اور امام طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔(81) ابن حجر نے ابن عدی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابن عدی کے نزدیک عبد اللہ بن محمد بن سعید یا تو مغفل تھا، یا جان بوجھ کر مناکیر نقل کرتا تھا، پس میں نے اس کی بہت سی مناکیر دیکھی ہیں۔(82)

دوسرے راوی عمرو بن ابی سلمہ تنیسی ہیں، جن سے مذکورہ حدیث کو عبداللہ بن محمد بن سعید نے روایت کیا ہے۔ آپ رواۃ کے دسویں طبقے میں ان کبار لوگوں میں سے ہیں، جنہوں نے تبع تابعین سے علم حاصل کیا ہے۔ آپ کی وفات 213ھ میں ہوئی ہے، آپ سے امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ابن حجر کے نزدیک آپ صدوق ہیں، لیکن آپ کو اوھام ہوتے تھے۔(83) اور ذہبی نے کہا ہے کہ ایک جماعت نے آپ کی توثیق کی ہے، اور ابو حاتم نے آپ کے لئے "لایحتج" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

تیسرے روای صدقہ بن عبد اللہ ہیں۔ رواۃ کے ساتویں طبقہ میں کبار تبع تابعین میں سے ہیں۔ آپ کی وفات 166 ھ میں ہوئی ہے، آپ کی سند کی روایات امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں ذکر کی ہیں۔ ابن حجر کو آپ کو ضعیف قرار دیا ہے۔(84)

چوتھے راوی طلحہ بن زید ہیں، رواۃ کے آٹھویں طبقہ میں وسطی تبع تابعین میں سے ہیں۔ آپ کی سند والی روایت صرف ابن ماجہ نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہے۔ ابن حجر کے نزدیک آپ متروک ہیں، اور ابن حجر نے یہ بھی کہا کہ امام احمد، علی اور ابو داؤد نے کہا کہ وہ حدیثیں گھڑا کرتے تھے۔(85)

پانچویں راوی موسیٰ بن عبیدہ ہیں۔ رواۃ کے ساتویں طبقہ میں کبار تبع تابعین میں سے ہیں۔ آپ کی وفات 153 ھ مدینہ میں ہوئی، آپ کی سند والی روایت امام ترمذی اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں ذکر کی ہیں۔ ابن حجر نے آپ کو ضعیف قرار دیا ہے۔(86)

چھٹے اور آخری راوی سعید بن ابی ھند ہیں، جن سے مذکورہ حدیث موسیٰ بن عبیدہ روایت کر رہے ہیں۔ آپ رواۃ کے تیسرے طبقہ میں اوسط تابعین میں سے ہیں۔ آپ کی وفات 116 ھ میں ہوئی ہے۔ آپ کی سند والی روایات امام بخاری، مسلم، ابو داؤد۔ ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں ذکر کی ہیں۔ ابن حجر کے نزدیک آپ ثقہ ہیں۔(87)

مذکورہ روایت کی سند میں عبد اللہ بن سعید منکر روایتیں بیان کرنے والے، صدقہ بن عبد اللہ ضعیف، طلحہ بن زید متروک وکذاب اور موسیٰ بن عبیدہ ضعیف رواۃ موجود ہیں، جن کی وجہ سے مذکورہ روایت کی سند ضعیف اور موضوع کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔

نیز مذکورہ روایت کی سند کو امام شوکانی نے باطل قرار دیا ہے۔(88) اور امام ھیثمی نے کہا ہے کہ مذکورہ روایت کی سند میں موسیٰ بن عبیدہ ہے جو کہ شدید ضعیف ہے۔(89) اور ناصر الدین البانی نے ضعیف ترغیب وترھیب میں مذکورہ روایت کو موضوع اور سلسلہ احادیث ضعیفہ میں ضعیف جدا قرار دیا ہے۔(90)

چودھویں روایت (امام ابو حنیفہ کی فضیلت پر حدیث):

ابن عابدین شامی مقدمہ رد المحتار میں چودھویں روایت امام ابو حنیفہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لے کر آکر آئے ہیں، جس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے کہ:

"ومما يصلح للاستدلال به على عظيم شأن أبي حنيفة ما روي عنه عليه الصلاة والسلام أنه قال ترفع زينة الدنيا سنة خمسين ومائة ومن ثم قال شمس الأئمة الكردي : إن هذا الحديث محمل على أبي حنيفة ; لأنه مات تلك السنة"(91).

ترجمہ: جس سے امام ابوحنیفہ کی عظیم شان کے بارے میں استدلال کیا جانا درست ہے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی زینت 150 ویں سال اٹھالی جائے گی۔اسی وجہ سے شمس الائمہ کردری نے کہاہے کہ اس حدیث کا مصداق امام ابوحنیفہ ہیں، کیونکہ ان کی وفات اسی (150 ویں) سال میں ہوئی تھی۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مذکورہ حدیث مسند ابو یعلیٰ اور مسند بزار میں عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے، لیکن اس میں 150 ویں سال کا ذکر نہیں ہے، بلکہ 125 ویں سال کا ذکر ان الفاظ کے ساتھ ہے:

ترفع زينة الدنيا سنة خمس وعشرين ومائة(92)

ترجمہ: دنیا کی زینت 125 ویں سال اٹھالی جائے گی۔

جہاں تک مذکورہ حدیث کی سند کا تعلق ہے، تو مذکورہ حدیث کی سند میں حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے علاوہ چھ راوی پائے جاتے ہیں۔پہلے راوی ابو کریب محمد بن علاء ہمدانی ہیں۔ جن سے مذکورہ حدیث امام ابو یعلیٰ نے روایت کی ہے۔ آپ کی ولادت 160ھ اور وفات 247ھ میں ہوئی۔رواۃ کے دسویں طبقے میں ان کبار اصحاب میں سے ہیں، جنھوں نے تبع تابعین سے علم حاصل کیا۔ آپ کی سند والی روایات امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں ذکر کی ہیں۔ابن حجر کے نزدیک آپ ثقہ حافظ ہیں۔(93)

دوسرے راوی ابن ابی فدیک ہیں، جن سے مذکورہ حدیث کو ابو کریب نے روایت کیا ہے، اور ابو کریب کی ابن ابی فدیک سے ملاقات ثابت ہے۔ آپ نے سلمہ بن وردان، ضحاک بن عثمان، ابن ابی ذئب، اور متعدد اہل مدینہ سے روایت کیا ہے۔ آپ کی وفات 199ھ یا 200ھ میں ہوئی ہے۔حافظ ذہبی نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔(94)

تیسرے راوی عبد الملک بن زید بن سعید بن نفیل ہیں، جن سے مذکورہ حدیث کو ابن ابی فدیک نے روایت کیا ہے، اور ابن ابی فدیک کی عبد الملک بن زید سے ملاقات ثابت ہے۔ آپ رواۃ کے ساتویں طبقہ میں کبار تبع تابعین میں سے ہیں۔ آپ کی سند والی روایات امام ابو داؤد اور امام نسائی نے اپنی کتب میں ذکر کی ہیں۔ابن حجر نے آپ کے بارے میں کہاہے کہ امام نسائی نے عبد الملک بن زید کے بارے میں "لا باس بہ" کہاہے۔(95)

چوتھے راوی مصعب بن مصعب ہیں، ابن حجر نے لسان المیزان نے مصعب بن مصعب سے متعلق کئی اقوال ذکر کئے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ ائمہ نے مصعب بن مصعب کی تضعیف کی ہے، لیکن ابن حجر نے ابن ابی حاتم کی اس بات کی تردید کرتے ہوئے کہاہے کہ سارے محدثین نے مصعب بن

مصعب کی تضعیف نہیں کی ہے، کیونکہ دوسری جگہ ابن ابی حاتم نے خود کہا ہے کہ میں نے علی بن حسین بن جنید سے سنا ہے کہ مصعب بن مصعب ابن شہاب زہری کی احادیث کے حافظ ہیں،اور امام مالک کہتے ہیں کہ مصعب بن مصعب ضعیف ہیں۔ابن حبان اور دار قطنی بھی مصعب بن مصعب کی توثیق بیان کی ہے۔(96)اس سے معلوم ہوا کہ بعض ائمہ نے مصعب بن مصعب کی تضعیف کی ہے، تاہم بعض نے ابن شہاب زہری کی احادیث کا حافظ قرار دیا ہے۔لیکن اس کے ساتھ ہی ان کی جرح مبہم ملتی ہے،اس کے برعکس تعدیل مفسر،اور یہ روایت ہے بھی ابن شہاب زہری سے ہے،لہذا یہاں مصعب بن مصعب ثقہ ہی ہیں۔

پانچویں راوی ابن شہاب زہری ہیں، جن کا نام محمد بن مسلم بن عبید اللہ ہے۔رواۃ کے چوتھے طبقہ میں اوسط تابعین میں سے ہیں۔آپ کی وفات 125ھ میں ہوئی۔آپ کی سند والی روایات امام بخاری،امام مسلم،ابو داؤد،ترمذی،نسائی،اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں ذکر کی ہیں۔ابن حجر نے آپ کی توثیق ان الفاظ میں بیان کی ہے"الفقیه الحافظ متفق علی جلالته واتقانه"۔(97)

چھٹے اور آخری راوی ابوسلمہ بن عبد الرحمن ہیں،جو کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔آپ کی ولادت 20ھ کے بعد ہوئی،رواۃ کے تیسرے طبقہ میں تابعین میں سے ہیں۔آپ کی وفات 94یا104 حسب اختلاف اقوال ہوئی ہے۔آپ کی سند والی روایات امام بخاری، مسلم،ابوداؤد،ترمذی،نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں ذکر کی ہیں۔ابن حجر نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔(98)

مذکورہ روایت میں تمام راوی ثقہ ہیں، تاہم عبد الملک بن زید بن سعید کی توثیق لا باس بہ کے الفاظ سے کی گئی ہے،اور عبد الملک بن زید کے علاوہ مذکورہ روایت کو کسی اور نے روایت بھی نہیں کیا۔لہذا مذکورہ روایت کی سند ضعیف ہے۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ مذکورہ روایت میں 125ویں سال میں آسمائے دنیا کی زینت اٹھانے کا ذکر ہے،نہ کہ 150ویں سال میں۔اور ابن عابدین شامی نے امام ابوحنیفہ کی فضیلت میں 150ویں سال والی روایت ذکر کی ہے،جو کہ بسیارِ تلاش کے باوجود ہمیں نہ مل سکی۔

ابن عدی نے مذکورہ روایت کے بارے میں کہا ہے کہ یہ روایت منکر ہے۔(99)اور شوکانی نے بھی مذکورہ روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔(100)لیکن شوکانی کی بات سے ہمیں اتفاق نہیں۔کیونکہ مذکورہ روایت کی سند میں اگرچہ بعض کمزور راوی ائمہ جرح کے بعض اقوال کے مطابق ہوسکتے ہیں، لیکن کوئی بھی وضاع راوی نہیں ہے۔اور ھیثمی نے مذکورہ روایت کو بیان کرکے کہا ہے کہ اس روایت کی سند میں مصعب بن مصعب ہیں جو کہ ضعیف

ہیں۔([101])ہمارے نزدیک مصعب بن مصعب ابن شہاب زہری سے روایت کرتے ہوئے ضعیف نہیں ہیں، جیسا کہ پیچھے گزرا اس لئے ھیثمی کا قول من وجہ تو درست ہے، تاہم مذکورہ روایت کے تناظر میں درست نہیں۔

پندرہویں روایت (امام ابو حنیفہ کی فضیلت پر ابنائے فارس والی حدیث):

مقدمہ ردالمحتار میں ابن عابدین شامی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فضیلت پر براہِ راست ایک حدیث سے مزید استدلال کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

"یقیناً کئی ایسی صحیح حدیثیں وارد ہوئی ہیں، جو کہ امام ابو حنیفہ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی کہ جسے بخاری اور مسلم اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا ستارے کے پاس بھی ہو، تو فارس کے لوگ اسے پالیں گے، اور ابو نعیم نے ابو ہریرہ اور شیرازی اور طبرانی نے قیس بن سعد بن عبادہ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر علم ثریا ستارے کے پاس بھی ہو، تو اسے ابنائے فارس کے لوگ پالیں گے۔" ([102])

اس کے علاوہ ابن عابدین نے مزید کئی کتبِ احادیث سے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ یہ حدیث نقل کی ہے۔([103])

پھر اس کے بعد ابن عابدین شامی فارس علاقہ کی تعیین کرتے ہوئے اور امام ابو حنفیہ کے فارس کے علاقہ میں سے ہونے پر دلیل دیتے ہوئے کہا ہے کہ:

وليس المراد بفارس البلاد المعروفة ، بل جنس من العجم وهم الفرس ; لخبر الديلمي خير العجم فارس وقد كان جد أبي حنيفة من فارس على ما عليه الأكثرون . قال الحافظ السيوطي : هذا الحديث الذي رواه الشيخان أصل صحيح يعتمد عليه في الإشارة لأبي حنيفة([104])

ترجمہ: فارس سے مراد معروف فارس کا علاقہ نہیں، بلکہ عجم میں سے ایک جنس مراد ہے، کیونکہ دیلمی میں حدیث ہے کہ بہترین عجم فارس ہے۔ اور امام ابو حنفیہ کے دادا فارس سے تھے، جیسا کہ اکثر حضرات اس بات کے قائل ہیں۔ حافظ سیوطی نے کہا کہ یہ حدیث جسے بخاری، مسلم نے روایت کیا ہے کہ اصل اور صحیح ہے، جس میں امام ابو حنیفہ کے لئے اشارہ موجود ہے۔

مذکورہ روایت کی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ان الفاظ کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ جمعہ کی یہ آیت نازل ہوئی، **وآخرين منهم لما يلحقوا بهم** ، راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ

کے رسول !وہ کون لوگ ہوں گے ؟تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ انہوں نے تین مرتبہ سوال کیا۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں اس دوران سلمان فارسی بھی موجود تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر رکھا، پھر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا ستارے کے پاس بھی ہو تو اس کو ان لوگوں (یعنی فارسی لوگوں) میں سے لوگ یا کوئی ایک شخص پالے گا۔"[105])

بخاری اور مسلم میں ایمان پانے سے متعلق حدیث موجود ہے، علم سے متعلق نہیں ہے۔علم پانے سے متعلق روایت مسند احمد، صحیح ابن حبان میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند یہ الفاظ مروی ہیں:

لوكان العلم بالثريا لتناوله أناس من أبناء فارس([106])

ترجمہ:اگر علم ثریا ستارے پر بھی ہو تو ابنائے فارس کے لوگ یا ان میں سے کوئی شخص اسے پالے گا۔

مگر اس روایت کی سند میں بھی شہر حویشب ہے، جو کہ ضعیف راوی ہے۔([107]) جس سے یہ معلوم ہوا کہ اصل روایت ایمان سے متعلق ہے، علم سے متعلق روایت ضعیف وشاذ ہے، جس میں راوی نے علم کے لفظ کے ساتھ تفرد اختیار کیا ہے۔نیز مذکورہ روایت کو ناصر الدین البانی نے بھی ضعیف قرار دیا ہے۔([108])

سولہویں روایت (امام شافعی کی فضیلت پر حدیث):

مقدمہ رد المحتار میں ابن عابدین شامی کی سولہویں روایت امام شافعی کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لائے ہیں، جس میں یہ الفاظ سامنے آتے ہیں:

كما حمل حديث لا تسبوا قريشا فإن عالمها يملأ الأرض علما على الامام الشافعي([109])

ترجمہ:جیسا کہ یہ والی حدیث کو کہ قریش کو گالی نہ دو، کیونکہ قریش کا عالم زمین کو علم سے بھر دیتا ہے" امام شافعی پر محمول کیا گیا ہے۔

مذکورہ روایت ابو داؤد طیالسی کی مسند میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے ملتی ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں کہ:

لَا تَسُبُّوا قُرَيْشًا فَإِنَّ عَالِمَهَا يَمْلَأُ الْأَرْضَ عِلْمًا اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَذَقْتَ أَوَّلَهَا عَذَابًا أَوْ وَبَالًا فَأَذِقِ آخِرَهَا نَوَالًا([110])

ترجمہ: قریش کو بلا بھلا مت کہو کیونکہ قریش کا عالم زمین کو علم سے بھر دیتا ہے۔اے اللہ یقینا تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو عذاب یا وبال دیا تھا، تو ان کے آخری لوگوں کو بخشش عطا کر۔

مذکورہ روایت کی سند میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ چار راوی پائے جاتے ہیں۔پہلے راوی جعفر بن سلیمان ضبعی ہیں۔آپ رواۃ کے آٹھویں طبقہ میں اوسط تبع تابعین میں سے ہیں۔آپ کی وفات 178ھ میں ہوئی ہے۔آپ کی سند سے امام بخاری نے الادب المفرد میں، امام مسلم نے، ابو داؤد، ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں روایات ذکر کی ہیں۔ابن حجر نے آپ کے بارے میں کہا"**صدوق زاهد لكنه كان يتشيع** "یعنی وہ صدوق زاھد تھے لیکن شیعہ عقائد کے حامل تھے۔([111])

دوسرے روای نضر بن حمید کندی ہیں، جن سے مذکورہ حدیث کو جعفر بن سلیمان نے روایت کیا ہے۔ابن حجر نے لسان المیزان میں نضر بن حمید کندی کے حوالے سے ابو حاتم کا قول ذکر کیا ہے کہ نضر بن حمید کندی متروک الحدیث ہے، اور امام بخاری نے نضر بن حمید کندی کو منکر الحدیث قرار دیا ہے۔([112])

تیسرے راوی جارود ہیں، جارود نام کے تین راوی پائے جاتے ہیں، لیکن تینوں میں نہ تو نضر بن حمید کندی ان کے تلامیذ میں شامل ہیں، اور نہ ہی ابو الاحوص ان میں سے کسی کے شیوخ میں سے ہیں، لہذا یہ جارود معلوم نہیں کون سے ہیں۔([113])

چوتھے اور آخری راوی ابو الاحوص ہیں، جن کا پورا نام عوف بن مالک بن نضلہ اشجعی ہے۔آپ رواۃ کے تیسرے طبقہ میں وسطی تابعین میں سے ہیں۔آپ کی وفات حجاج بن یوسف کے زمانہ ولایت میں ہوئی تھی۔آپ کی سند والی روایات امام بخاری نے الادب المفرد میں، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں ذکر کی ہیں۔ابن حجر نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔([114])

مذکورہ روایت میں نضر بن حمید کندی متروک اور منکر راوی پائے جاتے ہیں، اور جارود بھی مجہول راوی ہیں۔جس کی وجہ مذکورہ روایت کی سند ضعیف ہے۔نیز مذکورہ روایت کی سند کو طاہر پٹنی نے تذکرہ موضوعات میں یہ فرماتے ہوئے ضعیف قرار دیا ہے کہ اس کی سند میں مجہول راوی ہے۔([115])اور امام عجلونی نے کہا ہے کہ اس کی سند میں جارود راوی مجہول ہے۔([116])اور شیخ البانی نے سلسلہ احادیث ضعیفہ میں مذکورہ روایت کو ضعیف جدا قرار دیا ہے۔([117])

سترہویں روایت (امام مالک کی فضیلت پر حدیث):

مقدمہ ردالمحتار میں ہی ابن عابدین شامی امام مالک کی فضیلت امام ابو حنیفہ کی فضیلت کے سیاق میں بیان کرتے ہوئے لائے ہیں، کیونکہ اس سے قبل وہ امام ابو حنیفہ کی فضیلت پر حدیث لائے تھے، پھر اس کے بعد الزامی

طور پر یہ کہتے یہ روایات لائے ہیں کہ امام شافعی کی فضیلت پر اور امام مالک کی فضیلت پر بھی احادیث کو محمول کیا گیا ہے۔ چنانچہ امام مالک کی فضیلت کے ضمن میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے کہ:

وكما حمل حديث «يوشك أن يضرب الناس أكباد الإبل يطلبون العلم فلا يجدون أعلم من عالم المدينة» على الإمام مالك، لكنه محتمل لغيره من علماء المدينة المنفردين في زمنهم، بخلاف تلك الأحاديث فإنها ليس لها محمل إلا أبو حنيفة وأصحابه كما أفاده (118)

ترجمہ: جیسا کہ اس حدیث کو امام مالک پر محمول کیا گیا کہ قریب ہے کہ لوگ علم کی تلاش میں پھرتے رہیں گے اور انہیں مدینہ سے بڑا عالم کوئی نہ ملے گا۔ لیکن یہ روایت امام مالک کے علاوہ دیگر ان علماء پر بھی صادق آتی ہے، جو اپنے زمانہ میں منفرد اہمیت کے حامل رہے ہیں، بر خلاف اس روایت کے جو ہم نے ذکر کی ہے، کیونکہ اس روایت کا محمل امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب ہی بن سکتے ہیں، جیسا کہ پہلے گزرا۔

مذکورہ روایت جامع ترمذی، مسند احمد، مستدرک حاکم، السنن الکبریٰ للنسائی اور شرح مشکل الآثار میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے۔(119) چنانچہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں:

"یہ حدیث حسن ہے، اور یہ ابن عیینہ کی حدیث ہے، اور یہ بھی مروی ہے کہ ابن عیینہ نے اس بارے میں فرمایا کہ مدینہ کے عالم کے بارے میں بھی سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ عالم مالک بن انس ہیں۔ اور اسحاق بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عیینہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ عالم عمری زاھد ہیں، اور میں نے یحییٰ بن موسیٰ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عبد الرزاق نے فرمایا کہ وہ عالم مالک بن انس ہیں۔"(120)

مذکورہ روایت کی سند میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ چھ راوی موجود ہیں۔ سب سے پہلے دو راوی موجود ہیں جن سے امام ترمذی نے مذکورہ حدیث کو روایت کیا ہے۔ ان میں سے پہلے راوی حسن بن صباح بزار ہیں۔ حسن بن صباح رواۃ کے دسویں طبقہ میں ان لوگوں میں سے ہیں، جنہوں نے تبع تابعین سے علم حاصل کیا ۔ آپ کی وفات 249ھ بغداد میں ہوئی۔ آپ کی سند والی روایات کو امام بخاری، ابو داؤد، ترمذی اور امام نسائی نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ ابن حجر نے آپ کو صدوق قرار دیا ہے تاہم یہ بھی کہا ہے کہ آپ کو وہم ہوتا تھا۔(121) دوسرے راوی جن سے امام ترمذی نے مذکورہ حدیث کو روایت کیا ہے وہ اسحاق بن موسیٰ ہیں۔ آپ رواۃ کے دسویں طبقہ میں ان کبار لوگوں میں سے ہیں، جنہوں نے تبع تابعین سے حصولِ علم کیا۔ آپ کی وفات 244ھ حمص میں ہوئی۔ ابن حجر نے آپ کو ثقۃ متقن قرار دیا ہے۔(122)

تیسرے راوی سفیان بن عیینہ ہیں۔ رواۃ کے آٹھویں طبقہ میں سے ہیں۔ آپ کی وفات 198ھ مکہ میں ہوئی۔ آپ کی سند والی روایات امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں ذکر کی ہیں۔ ابن حجر نے آپ کے بارے میں کہا ہے کہ:

ثقة حافظ فقيه إمام حجة إلا أنه تغير حفظه بأخرة و كان ربما دلس لكن عن الثقات ، وكان أثبت الناس في عمرو بن دينار(123)

ترجمہ: آپ ثقہ حافظ، فقیہ امام حجہ ہیں، مگر ان کا حافظہ آخر میں تبدیل ہو گیا ہے، اور بسا اوقات وہ تدلیس کیا کرتے تھے، مگر ثقات سے، اور وہ عمر بن دینار میں سب سے زیادہ ثبت ہیں۔

چوتھے راوی ابن جریج ہیں، جن کا پورا نام عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج ہیں، جن سے مذکورہ حدیث کو سفیان بن عیینہ نے روایت کیا ہے۔ آپ رواۃ کے چھٹے طبقے میں ان لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے صغار تابعین کا زمانہ پایا ہے۔ آپ کی وفات 150ھ میں ہوئی۔ آپ کی سند والی روایات کو امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ ابن حجر نے آپ کو "**ثقة فقيه فاضل و كان يدلس و يرسل**" قرار دیا ہے۔ لیکن اس روایت میں ابن جریج عن کے ساتھ روایت کر کے تدلیس کر رہے ہیں، اور سماع کی بھی تصریح نہیں کر رہے۔(124)

پانچویں راوی ابو الزبیر ہیں جن کا نام محمد بن مسلم بن تدرس ہے۔ رواۃ کے چوتھے طبقہ میں وسطی تابعین میں سے ہیں۔ آپ کی وفات 126ھ میں ہوئی۔ آپ کی سند والی روایات امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں ذکر کی ہیں۔ ابن حجر نے آپ کے بارے میں فرمایا "صدوق الا انہ یدلس" آپ صدوق ہیں مگر آپ تدلیس کیا کرتے تھے۔(125) اور مذکورہ روایت کی سند میں آپ عن سے روایت کر رہے ہیں، اور سماع کی بھی تصریح نہیں کر رہے، لہذا یہاں بھی آپ تدلیس کر رہے ہیں۔

چھٹے اور آخری راوی ابو صالح ہیں، جن کا پورا نام ذکوان ابو صالح سمان ہے۔ رواۃ کے تیسرے طبقہ میں وسطی تابعین میں سے ہیں۔ آپ کی وفات 101ھ میں ہوئی۔ آپ کی سند والی روایات کو امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ ابن حجر نے آپ کو ثقہ ثبت قرار دیا ہے۔(126)

مذکورہ روایت کی سند میں دو راوی ابن جریج اور ابو الزبیر دو مدلس ہیں، جو عن سے روایت کر رہے ہیں، اور سماع کی بھی تصریح نہیں کر رہے۔ لہذا مذکورہ روایت کی سند ضعیف ہے۔ نیز مذکورہ روایت کو شیخ البانی نے سلسلہ احادیثِ ضعیفہ میں ضعیف قرار دیا ہے۔(127)

امام ابوحنفیہ کی صحابہ سے روایات:

مقدمہ ردالمحتار میں ابن عابدین شامی نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے چھ صحابہ سے روایات لی ہیں۔ جن میں سے انس رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ، وائل، ابن انیس، بنت عجرد رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس موقع پر ابن عابدین نے کچھ ان صحابہ میں سے کچھ کی روایات تو ذکر کی ہیں، اور بعض کا صرف یہ کہنے پر ہی اکتفاء کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے ان سے احادیث لی ہیں۔ (128)

اٹھارہویں روایت (انس رضی اللہ عنہ سے امام ابوحنیفہ کی حدیث):

ابن عابدین امام ابوحنفیہ کا انس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرنے کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ:

"یقینا امام ابوحنیفہ نے رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں۔ آپ کی وفات بصرہ میں 92 یا 93ھ میں ہوئی۔ اسی بات کو نووی اور ان کے علاوہ دیگر نے راجح قرار دیا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ 100 ھ کے بعد فوت ہوئے۔ ابن حجر نے کہا کہ یہ بات صحیح ہے جیسا کہ ذھبی نے بھی کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا جبکہ وہ چھوٹے تھے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ میں نے ان کو کئی مرتبہ دیکھا، اور وہ سرخ رنگ کا خضاب لگاتے تھے۔ کئی طرق سے یہ بات آئی ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تین حدیثیں روایت کی ہیں، لیکن ائمہ محدثین نے یہ بات کی ہے کہ ان روایات کا مدار ان راویوں پر ہے جن پر حدیثیں گھڑنے کا الزام ہے۔ (ابن حجر کا کلام ختم ہوا)" (129)

جہاں تک امام ابوحنیفہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کا تعلق ہے، تو یہ بات صحیح ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے انس بن مالک رضی اللہ کو دیکھا ہے۔ اسی بات کو خطیب بغدادی امام ابوحنیفہ کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں بیان کرتے ہیں:

إمام أصحاب الرأي، وفقيه أهل العراق رأى أنس بن مالك. (130)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ اصحاب الرائے کے امام ہیں، اور اہل عراق کے فقیہ ہیں۔ آپ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

لیکن جہاں تک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرنے کا تعلق ہے، تو امام ابوحنیفہ کا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملاقات تو ثابت ہے لیکن سماع ثابت نہیں ہے۔ چنانچہ خطیب بغدادی امام ابوحنیفہ کا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے "**طلب العلم فريضة على كل مسلم** "روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

لم يروه عن بشر غير أحمد بن الصلت، وليس بمحفوظ عن أبي يوسف، ولا يثبت لأبي حنيفة سماع من أنس بن مالك(131)

ترجمہ: اس روایت کو بشر نے احمد بن صلت کے علاوہ کسی سے روایت نہیں کیا، اور نہ ہی یہ سند ابو یوسف سے محفوظ ہے، اور نہ ہی امام ابو حنیفہ کا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔

پھر خطیب بغدادی امام دارِ قطنی سے نقل کرتے ہیں کہ امام دارِ قطنی سے امام ابو حنیفہ کے انس بن مالک سے سماع کے بارے میں سوال کیا گیا، تو امام دارِ قطنی نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کا حضرت مالک سے سماع ثابت نہیں۔(132)

انیسویں روایت (جابر رضی اللہ عنہ سے امام ابو حنیفہ کی حدیث):

مقدمہ ردالمحتار میں ابن عابدین شامی امام ابو حنیفہ کی صحابہ کرام سے حدیثیں روایت کرنے کے ضمن میں یہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث روایت کی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

"مصنف کا یہ قول کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے امام ابو حنیفہ نے روایت کیا ہے۔ اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی 79ھ میں امام ابو حنیفہ سے قبل ہی وفات ہو گئی تھی۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو یہ حدیث روایت کی ہے کہ جس کو اولاد نہ دی گئی ہو تو وہ کثرت سے استغفار کرے اور صدقہ دے تو جو ایسا کرے تو وہ اس کو نو بچے عطا کئے جائیں گے، کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ جیسا کہ ابن حجر نے کہا۔ لیکن خوارزمی کی شرح سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ مسند امام ابو حنیفہ نے جابر رضی اللہ عنہ کی احادیث کے بارے میں کہا ہے کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ کی سند والی روایت جو بیان کی ہے، اس کا مضمون میں نے جابر رضی اللہ عنہ کی سند والی روایت کا سنا ہے۔ اور اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ نے عن جابر کہہ دیا جیسا کہ تابعین کی ارسالِ حدیث میں عادت ہوتی ہے۔"(133)

ابن عابدین شامی کی بات سے خود ہی یہ معلوم ہو گیا کہ امام ابو حنیفہ کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے، کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی وفات 79ھ کی ہے، اور امام ابو حنیفہ کی ولادت ہی 80ھ کی ہے۔ پھر جب امام ابو حنیفہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا ہی نہیں، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ان سے سنے بنا ہی ان کے مضمون والی روایت مرسل انداز میں بیان کر دیں۔ لہذا اس معاملے میں احتیاط برتنی چاہیے۔

بیسویں روایت (امام ابو حنیفہ کی وائل رضی اللہ عنہ سے حدیث):

ابن عابدین شامی نے اس بات کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ امام ابو حنفیہ نے حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے، جو کہ یہ ہے:

لا تظهر الشماتة لأخيك فيعافيه الله ويبتليك(134)

ترجمہ:اپنے کے سامنے اپنے دشمن کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو کیونکہ اللہ اس کو عافیت دے دے گا اور تمہیں مبتلا کر دے گا۔

مذکورہ روایت جامع ترمذی میں واثلۃ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، لیکن اس کی سند میں امام ابو حنیفہ کہیں بھی موجود نہیں ہیں۔(135) دوسرا جہاں تک اس روایت کی سند کا تعلق ہے، جس میں امام ابو حنیفہ بھی نہیں ہیں، تو اس میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے علاوہ چھ راوی موجود ہیں۔ سب سے پہلے راوی عمر بن اسماعیل بن مجالد ہیں۔ رواۃ کے دسویں طبقہ میں ان کبار لوگوں میں سے ہیں، جنہوں نے تبع تابعین سے حصولِ علم کیا۔ آپ کی سند والی روایت کو امام ترمذی نے ہی نقل کیا ہے۔ ابن حجر نے آپ کو متروک قرار دیا ہے۔(136) اور ذھبی نے کہا ہے آپ متہم بالکذب ہیں۔

دوسرے راوی حفص بن غیاث بن طلق ہیں۔ رواۃ کے آٹھویں طبقہ میں وسطیٰ تبع تابعین میں سے ہیں۔ آپ کی وفات 194ھ میں ہوئی ہے۔ آپ کی سند والی روایات کو امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ ابن حجر نے آپ کے بارے میں کہا ہے کہ آپ ثقہ اور فقیہ تھے مگر آخر میں آپ کے حافظہ میں کچھ تبدیلی واقع ہو گئی تھی۔(137)

تیسرے راوی سلمہ بن شبیب نیسابوری ہیں۔ رواۃ کے گیارہویں طبقہ میں ان اوساط میں سے ہیں ، جنہوں نے تبع تابعین سے حصولِ علم کیا۔ آپ کی وفات 200ھ میں ہوئی۔ آپ کی سند والی روایات کو امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ابن حجر نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔(138)

چوتھے راوی قاسم بن امیہ ہیں۔ جامع ترمذی میں ان کا نام امیہ بن قاسم لکھا ہوا ہے، جو کہ درست نہیں، یہ قاسم بن امیہ ہیں۔ رواۃ کے دسویں طبقہ میں ان کبار میں سے ہیں، جنہوں نے تبع تابعین سے حصولِ علم کیا۔ آپ کی سند والی روایت کو امام ترمذی نے اپنی کتاب میں جگہ دی ہے۔ ابن حجر نے آپ کو صدوق قرار دیا ہے۔(139) پانچویں راوی برد بن سنان شامی ہیں۔ رواۃ کے پانچویں طبقہ میں صغار تابعین میں سے ہیں۔ آپ کی سند والی روایات کو امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابو داؤد نے، ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ آپ کو ابن حجر نے صدوق قرار دیا ہے، مگر اس کے ساتھ ہی کہا ہے کہ آپ پر قدریہ ہونے کا بھی الزام تھا۔(140)

چھٹے راوی مکحول ہیں۔ مشہور تابعی ہیں۔ آپ کی وفات سن 100ھ کے بعد ہوئی۔ آپ کی سند والی روایات کو امام بخاری نے جزء القراءۃ میں، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ ابن حجر نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔(141)

مذکورہ روایت کی سند میں اسماعیل بن مجالد متروک اور متھم بالکذب راوی ہیں، اس لئے مذکورہ وہ روایت بھی جس میں امام نہیں ہیں، وہ بھی شدید ضعیف اور موضوع کے درجے تک پہنچتی ہے۔ نیز مذکورہ روایت کی سند کو شیخ طاہر پٹنی نے غیر صحیح اور موضوع تک قرار دیا ہے۔(142) نیز شیخ البانی نے بھی مذکورہ روایت کی سند کو سلسلہ احادیث ضعیفہ میں ضعیف قرار دیا ہے۔(143)

نتائج:

1. ردالمحتار فقہ حنفی کی ایک مشہور کتاب اور مرجع تصور کی جاتی ہے، جو کہ ابن عابدین شامی المتوفی 1252ھ نے تصنیف کی ہے۔
2. ردالمحتار کے مقدمہ میں ابن عابدین شامی نے مسائل کی اہمیت، فقہ کی اہمیت، فقہاء کی فضیلت اور دیگر مضامین کے بیان کے تحت مختلف احادیث ذکر کی ہیں، جن کی کل تعداد بیس ہے۔
3. مقدمہ ردالمحتار میں مذکور بیس روایات میں سے پانچ روایات صحیحین میں مروی ہیں، اور باقی پندرہ روایات کتبِ حدیث کے ذخیرہ میں سے دیگر کتب میں مروی ہیں۔
4. مقدمہ ردالمحتار میں مذکور کل بیس روایتوں میں سے اصولِ حدیث اور اصولِ جرح وتعدیل کی روشنی میں آٹھ روایات اسنادی اعتبار سے صحیح، دو حسن لذاتہ، ایک حسن لغیرہ، چھ ضعیف، ایک منکر اور دو روایات موضوع ہیں۔
5. ائمہ جرح وتعدیل اور محدثین کے اقوال کے مطابق بھی نتیجہ نمبر 4 کے مطابق ہی بیس روایات کی اسنادی حیثیت سامنے آتی ہے۔

حوالہ جات

[1] شامی،ابن عابدین،رد المحتار على الدر المختار(دارعالم الكتب للطباعة والنشر،الرياض 2003)دراسة وتحقيق،الشيخ عادل احمد،الشيخ علی محمد معوض- مقدمة التحقيق، ج1ص55

[2] شامی،ابن عابدین،رد المحتار على الدر المختار،دراسة وتحقيق،الشيخ عادل احمد،الشيخ علی محمد معوض- مقدمة التحقيق، ج1ص55

[3] شامی،ابن عابدین،رد المحتار على الدر المختار،دراسة وتحقيق،الشيخ عادل احمد،الشيخ علی محمد معوض- مقدمة التحقيق، ج1ص62

[4] شامی،ابن عابدین،رد المحتار على الدر المختار(دار الفكر،بيروت،الطبعة الثانية 1992ء) ج1ص20

[5] شامی،ابن عابدین،رد المحتار على الدر المختار،دراسة وتحقيق،الشيخ عادل احمد،الشيخ علی محمد معوض- مقدمة التحقيق، ج1ص75

[6] شامی،ابن عابدین،رد المحتار على الدر المختار،دراسة وتحقيق،الشيخ عادل احمد،الشيخ علی محمد معوض- مقدمة التحقيق، ج1ص95

[7] شامی،ابن عابدین،رد المحتار على الدر المختار(دار الفكر،بيروت،الطبعة الثانية 1992ء) ج1ص6

[8] ،نیسابوری،مسلم بن حجاج،صحیح مسلم(دار إحياء التراث العربي،بيروت)رقم الحديث 222(486)،ترمذی،محمد بن عیسی،سنن الترمذی(شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي ، مصر،الطبعة الثانية 1975)رقم 3493، سجستانی،ابوداود سلیمان بن اشعث،سنن ابن داود(دار الرسالة العالمية،الطبعة الاولیٰ 2009)رقم 1427

[9] شامی،ابن عابدین،رد المحتار على الدر المختارج1ص6

[10] بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح(دار طوق النجاة،الطبعة الاولیٰ 1422ھ)رقم 2514- ترمذی،محمد بن عیسیٰ،سنن الترمذی(شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي ، مصر،الطبعة الثانية 1975)رقم 1342- نسائی،احمد بن شعیب،سنن النسائی(مكتب المطبوعات الإسلامية ،حلب،الطبعة الثانية 1986)رقم 5425

[11] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف الخاء،رقم الراوی 1766

[12] ذهبی،شمس الدین،ابو عبد الله،میزان الاعتدال فی نقد الرجال(دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت،لبنان،الطبعة الاولیٰ 1963)رقم الراوی 2526

[13] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف النون،رقم الراوی 7080

[14] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف العین،رقم الراوی 3454

[15] شامی،ابن عابدین،رد المحتار على الدر المختارج1ص16

[16] ابن عساکر،علی بن حسن،تاریخ دمشق(دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع،1995)ج2ص244

[17] ابن عساکر،علی بن حسن،تاریخ دمشق ج3ص455

[18] ذهبی،شمس الدین،تاریخ الاسلام ووفیات المشاهیر والاعلام(دار الغرب الإسلامي،الطبعة الاولیٰ 2003)ج9ص677

[19] ذهبی،شمس الدین،تاریخ الاسلام ووفیات المشاهیر والاعلام ج9ص68

[20] ذهبی،شمس الدین،تاریخ الاسلام ووفیات المشاهیر والاعلام ج6ص875

[21] ابن عساکر،علی بن حسن،تاریخ دمشق ج12ص85

[22] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف الالف،رقم الراوی 7947

[23] البانی،محمد ناصر الدین، تحذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد(المکتب الإسلامي – بیروت،الطبعة الرابعة)ص112

[24] شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص18

[25] نیسابوری،،مسلم بن حجاج،صحیح مسلم(دار إحیاء التراث العربي – بیروت)رقم الحدیث 9(11)،سجستانی،ابو داود رقم 392-سجستانی،ابو داوٗد،سنن ابی داوٗد رقم 392-بیهقی،سنن الکبریٰ رقم 7980-

[26] نیسابوری،،مسلم بن حجاج،صحیح مسلم رقم الحدیث 9(11)،

[27] شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص22

[28] سجستانی،ابوداود سلیمان بن اشعث،سنن ابن داود(دار الرسالة العالمیة،الطبعة الاولیٰ 2009)رقم 4903

[29] بخاری،محمد بن اسماعیل،التاریخ الکبیر(دائرة المعارف العثمانیة، حیدر آباد، الدکن)ج1ص272 رقم الراوی 876

[30] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف العین،رقم الراوی 4479

[31] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف العین،رقم الراوی 4199

[32] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف الالف،رقم الراوی 613

[33] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف الالف،رقم الراوی 153

[34] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف الالف،رقم الراوی 620

[35] سجستانی،ابوداود سلیمان بن اشعث،سنن ابن داود(دار الرسالة العالمیة،الطبعة الاولیٰ 2009)رقم 4904

[36] شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص24

[37] بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح(دار طوق النجاة،الطبعة الاولیٰ 1422ھ)رقم الحدیث2365

[38] بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح(دار طوق النجاة،الطبعة الاولیٰ 1422ھ)رقم الحدیث2364۔نیسابوری،،مسلم بن حجاج،صحیح مسلم(دار إحياء التراث العربي – بيروت)رقم الحدیث 151(2242)۔قزوینی،ابن ماجة،محمد بن یزید،سنن ابن ماجة(دار الرسالة العالمية الطبعة الاولیٰ 2009ء)رقم 1265

[39] نووی،یحییٰ بن شرف،ارشاد طلاب الحقائق(مكتبة الإيمان، المدينة المنورة ،المملكة العربية السعودية 1987)ص115

[40] شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص24

[41] شیبانی،احمد بن حنبل،مسند احمد(موسسة الرسالة،الطبعة الاولیٰ 2009)رقم 12551

[42] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف الحاء،رقم الراوی 1288

[43] ذھبی،محمد بن احمد،ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق(مكتبة المنار ۔ الزرقاء 1986)ص70

[44] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف الحاء،رقم الراوی 1499

[45] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف الثاء،رقم الراوی 810

[46] شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص29

[47] شیبانی،احمد بن حنبل،مسند احمد(موسسة الرسالة،الطبعة الاولیٰ 2009)رقم 1842

[48] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف الھاء،رقم الراوی 7312

[49] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف الجیم،رقم الراوی 930

[50] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف السین،رقم الراوی 2278

[51] عسقلانی،ابن حجر،موافقة الخبر فی احادیث المختصر(مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، الرياض – المملكة العربية السعودية،الطبعة الثانية 1993ء)ج2ص138، قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، ورجاله ثقات. ہیثمی،علی بن ابی بکر،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد(مكتبة القدسي، القاهرة،1994)رقم 688 ،وقال الألبانی: صحیح-تبریزی،محمد بن عبد اللہ،مشکاة المصابیح(المكتب الإسلامي – بيروت،الطبعة الثالثة 1985)رقم 5738

[52] شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص40

[53] الدار قطنی،ابو الحسن علی بن عمر،سنن الدارقطنی(مؤسسة الرسالة، بيروت – لبنان،الطبعة الاولیٰ 1424

[54] بغدادی،خطیب ابو بکر احمد بن علی،تاریخ بغداد(دار الكتب العلمية – بيروت)ج5ص154 رقم الراوی 2589

[55] بغدادی،خطیب ابو بکر احمد بن علی،تاریخ بغداد(دار الكتب العلمية – بيروت)ج2ص375 رقم الراوی 883

[56] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف الیاء،رقم الراوی 7789

[57] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف الیاء،رقم الراوی 7761

58 بغدادی،خطیب ابو بکر احمد بن علی،تاریخ بغداد(دار الکتب العلمیة – بیروت)ج14ص330رقم الراوی 7657

59 عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف الصاد،رقم الراوی 2933

60 عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف السین،رقم الراوی 2619

61 قال الھیثمی:رواه الطبراني في الأوسط، وفيه يزيد بن عياض، وهو كذاب. ھیثمی،علی بن ابی بکر،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد(مکتبة القدسي، القاھرة،1994)رقم 487

62 قال العجلونی: وسنده ضعيف أيضا،عجلونی،اسماعیل بن محمد، شف الخفاء ومزيل الألباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس(دار الکتب العلمیة بیروت – لبنان،الطبعة الثالثة،1988)رقم 2054

63 قال الشوکانی: قال في المختصر: ضعيف. شوکانی،محمد بن علی،الفوائد المجموعة(دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان)رقم 41

64 شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص46

65 بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح(دار طوق النجاة،الطبعة الاولیٰ 1422ھ)رقم 6154- نیسابوری،مسلم بن حجاج،صحیح مسلم(دار إحياء التراث العربي،بیروت)رقم الحدیث 8(2258)- ترمذی،محمد بن عیسیٰ،سنن الترمذی(شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر ،الطبعة الثانية 1975)رقم الحدیث 2851

66 شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص47

67 دارمی،عبد اللہ بن عبد الرحمن،سنن الدارمی(دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية،الطبعة الاولیٰ 2000ء)رقم الحدیث 556- طبرانی،سلیمان بن احمد،المعجم الکبیر(دار النشر: مكتبة ابن تيمية – القاهرة،الطبعة الثانية)رقم الحدیث 11177- طبرانی،سلیمان بن احمد،المعجم الکبیر(دار النشر: مكتبة ابن تيمية – القاهرة،الطبعة الثانية)رقم الحدیث 11177

68 بغدادی،خطیب ابو بکر احمد بن علی،تاریخ بغداد(دار الکتب العلمیة – بیروت)ج14ص63رقم الراوی 7404

69 بغدادی،خطیب ابو بکر احمد بن علی،تاریخ بغداد(دار الکتب العلمیة – بیروت)ج5ص327رقم الراوی 2851

70 عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف الحاء،رقم الراوی 1318

71 ابن عدی،الکامل(الناشر دار الفکر 1988)ج2ص361 رقم الراوی 490

72 عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف الھاء،رقم الراوی 7312

73 عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف الھاء،رقم الراوی 8425

74 عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف المیم،رقم الراوی 6481

[75] قال الهيثمى :رواه الطبراني في الكبير والأوسط، وفيه حسين بن الحسن الأشقر، وهو ضعيف جدا، وقد وثقه ابن حبان مع أنه يشتم السلف. هيثمى،على بن ابى بكر،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد(مكتبة القدسي، القاهرة،1994)رقم 487

[76] قال الالبانى:حسن صحيح،البانى،ناصر الدين،صحيح الترغيب والترهيب(مكتبة المعارف – الرياض)رقم 3592

[77] شامى،ابن عابدين،رد المحتار على الدر المختارج1ص48

[78] نيسابورى،،مسلم بن حجاج،صحيح مسلم(دار إحياء التراث العربي – بيروت)رقم الحديث 152(1905)- نسائى،احمد بن شعيب،سنن النسائى(مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب،الطبعة الثانية 1986)رقم الحديث 3137-

[79] شامى،ابن عابدين،رد المحتار على الدر المختارج1ص48

[80] طبرانى،سلمان بن احمد،المعجم الاوسط(دار الحرمين – القاهرة)رقم الحديث 4264

[81] ذهبى،ابو عبد الله محمد،تاريخ الاسلام ووفيات المشاهير والاعلام(دار الغرب الإسلامي الطبعة الاولىٰ 2003)رقم الراوى 313

[82] عسقلانى،ابن حجر،لسان الميزان(دار البشائر الإسلامية،الطبعة الاولىٰ 2002ء)حرف العين، رقم الراوى 4405

[83] عسقلانى،ابن حجر،تقريب التهذيب،حرف العين،رقم الراوى 5043

[84] عسقلانى،ابن حجر،تقريب التهذيب،حرف الصاد،رقم الراوى 2913

[85] عسقلانى،ابن حجر،تقريب التهذيب،حرف الطاء،رقم الراوى 3020

[86] عسقلانى،ابن حجر،تقريب التهذيب،حرف الميم،رقم الراوى 6989

[87] عسقلانى،ابن حجر،تقريب التهذيب،حرف السين،رقم الراوى 2409

[88] قال الشوكانى: وهذا الحديث بهذا الإسناد باطل. شوكانى،محمد بن على،الفوائد المجموعة(دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)رقم 75

[89] قال الهيثمى :رواه الطبراني في الكبير، وفيه موسى بن عبيدة الربذي، وهو ضعيف جدا. هيثمى،على بن ابى بكر،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد(مكتبة القدسي، القاهرة،1994)رقم 528

[90] قال الالبانى: موضوع، البانى،ناصر الدين،ضعيف الترغيب والترهيب(مكتبة المعارف – الرياض)رقم 62-قال الالبانى:ضعيف جدا.البانى،ناصر الدين،سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة، (دار المعارف، الرياض – المملكة العربية السعودية،الطبعة الاولىٰ 1992)رقم 868

[91] شامى،ابن عابدين،رد المحتار على الدر المختارج1ص53

[92] موصلی،احمد بن علی،مسند ابی یعلیٰ(دار المأمون للتراث – دمشق الطبعة الاولیٰ 1984)رقم الحدیث 851- بزار،ابو بکر احمد بن عمرو،مسند البزار(مکتبة العلوم والحکم – المدینة المنورة،الطبعة الاولیٰ)رقم الحدیث 1027

[93] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف المیم،رقم الراوی 6204

[94] ذھبی،محمد بن احمد،سیر اعلام النبلاء(مؤسسة الرسالة) رقم الراوی 180

[95] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف العین،رقم الراوی 4179

[96] عسقلانی،ابن حجر،لسان المیزان(دار البشائر الإسلامیة،الطبعة الاولیٰ 2002ء)حرف المیم، رقم الراوی 7768

[97] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف المیم،رقم الراوی 6296

[98] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف السین،رقم الراوی 8142

[99] قال ابن عدی:وھذان الحدیثان منکران بهذا الإسناد لم یروهما غیر عبد الملك بن زید وعن عبد الملك بن أبي فدیك.ابن عدی،ابو احمد،الکامل فی ضعفاء الرجال(دارالکتب العلمیة – بیروت–لبنان،الطبعة الاولیٰ 1997)تحت رقم الراوی 1458

[100] قال الشوکانی: ھو موضوع. شوکانی،محمد بن علی،الفوائد المجموعة(دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان)رقم 75

[101] قال الھیثمی :رواه أبو یعلی والبزار، وفیه مصعب بن مصعب وھو ضعیف. ھیثمی،علی بن ابی بکر،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد(مکتبة القدسي، القاھرة،1994)رقم 528

[102] شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص53

[103] شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص53

[104] شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص53

[105] بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح(دار طوق النجاة،الطبعة الاولیٰ 1422ھ)رقم 4897، نیسابوری،مسلم بن حجاج،صحیح مسلم(دار إحیاء التراث العربي،بیروت)رقم الحدیث 231(2546)

[106] شیبانی،احمد بن حنبل،مسند احمد(موسسة الرسالة،الطبعة الاولیٰ 2009)رقم 7950 -ابن حبان صحیح ابن حبان(مؤسسة الرسالة، بیروت الطبعة الاولیٰ 1988) رقم 7309

[107] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التھذیب،حرف الشین،رقم الراوی 2830

[108] قال الالبانی:ضعیف.البانی،ناصر الدین،سلسلة الضعیفة المختصرة، (دار المعارف، الریاض – المملکة العربیة السعودیة،الطبعة الاولیٰ 1992)رقم 2054

[109] شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص56

[110] طیالسی،ابو داود،مسند ابی داود(دار ھجر – مصر الطبعة الاولیٰ 1999)رقم الحدیث 307

[111] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف الجیم،رقم الراوی 942

[112] عسقلانی،ابن حجر،لسان المیزان(دار البشائر الإسلامیة،الطبعة الاولیٰ 2002ء)حرف النون، رقم الراوی 8138

[113] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف الجیم،رقم الراوی 881،882،883

[114] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف العین،رقم الراوی 5218

[115] قال طاهر فتنی:فیه مجهول واختلاف له شواهد عن أبي هريرة بسند ضعيف،فتنی محمد طاهر،تذکرةالموضوعات(إدارة الطباعة المنيرية الطبعة الاولیٰ 1343)کتاب العلم

[116] قال العجلونی:وفي سنده الجارود مجهول ، والراوي عنه مختلف فيه.عجلونی،اسماعیل بن محمد،کشف الخفاء ومزيل الألباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس،(دار الكتب العلمية بيروت – لبنان،الطبعة الثالثة،1988)رقم 1701

[117] قال الالبانی:ضعیف جدا.البانی،ناصر الدین،سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة، (دار المعارف، الرياض – المملكة العربية السعودية،الطبعة الاولیٰ 1992)رقم 398

[118] شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص56

[119] ترمذی،محمد بن عیسیٰ،سنن الترمذی(شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر ،الطبعة الثانية 1975)رقم الحدیث 2680، شیبانی،احمد بن حنبل،مسند احمد(موسسة الرسالة،الطبعة الاولیٰ 2009)رقم 12551 نیسابوری،محمد بن عبد الله حاکم،المستدرک علی الصحیحین(دار الكتب العلمية – بيروت،الطبعة الاولیٰ 1990)رقم الحدیث 307-قال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط مسلم-وقال الذهبی علی شرط مسلم- نسائی احمد بن شعیب،السنن الکبریٰ(مؤسسة الرسالة – بيروت،الطبعة الاولیٰ 2001)رقم الحدیث 4277، طحاوی،احمد بن محمد،شرح مشکل الآثار(مؤسسة الرسالة،الطبعة الاولیٰ 1994)رقم 4016

[120] ترمذی،محمد بن عیسیٰ،سنن الترمذی(شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر ،الطبعة الثانية 1975)رقم الحدیث 2680

[121] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف الحاء،رقم الراوی 1251

[122] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف الالف،رقم الراوی 386

[123] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف السین،رقم الراوی 2451

[124] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف العین،رقم الراوی 4193

[125] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف المیم،رقم الراوی 6291

[126] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف الذال،رقم الراوی 1841

[127] قال الالبانی:ضعیف.البانی،ناصر الدین،سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة، (دار المعارف، الریاض – المملکة العربیة السعودیة،الطبعة الاولیٰ 1992)رقم 4833

[128] شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص56

[129] شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص56

[130] بغدادی،خطیب ابو بکر احمد بن علی،تاریخ بغداد(دار الکتب العلمیة – بیروت)ج13ص332 رقم الراوی 7297

[131] بغدادی،خطیب ابو بکر احمد بن علی،تاریخ بغداد(دار الکتب العلمیة – بیروت)ج4ص429

[132] بغدادی،خطیب ابو بکر احمد بن علی،تاریخ بغداد(دار الکتب العلمیة – بیروت)ج4ص429

[133] شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص56

[134] شامی،ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارج1ص56

[135] ترمذی،محمد بن عیسیٰ،سنن الترمذی(شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي ، مصر،الطبعة الثانية 1975)رقم 2506

[136] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف العین،رقم الراوی 4866

[137] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف الحاء،رقم الراوی 1430

[138] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف السین،رقم الراوی 2494

[139] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف القاف،رقم الراوی 5450

[140] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف الباء،رقم الراوی 653

[141] عسقلانی،ابن حجر،تقریب التهذیب،حرف المیم،رقم الراوی 6875

[142] قال الفتنی:لا يصح قلت له طرق وشاهد لا يخلو عن شيء الصغاني هو موضوع،فتنی محمد طاهر،تذکرةالموضوعات(إدارة الطباعة المنيرية الطبعة الاولیٰ 1343)کتاب العلم

[143] قال الالبانی:ضعیف.البانی،ناصر الدین،سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة، (دار المعارف، الریاض – المملکة العربیة السعودیة،الطبعة الاولیٰ 1992)رقم 5426